اَلجَنّتُ تَحتَ آقدامِ الاُمهاتِ

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے

THE GREATNESS OF MOTHER

ماں

کی عظمت

ایک مدت سے میری ماں سوئی نہیں تابش
میں نے ایک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

Flower chooser:

HAFIZ MUHAMMD ZAMAN KHAN

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن والحدیث

0300 6661755

کتاب	:	ماں کی عظمت
تحریر	:	حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی (ایم-اے اسلامیات)
محرک	:	جذبہ محبت والدین
فرمائش	:	طلباء و طالبات اداہ نجم الہدیٰ
پروف ریڈنگ	:	حافظ محمد اسماعیل خان
صفحات	:	32
کمپوزنگ	:	محمد اشفاق
ناشر	:	ادارہ نجم الہدیٰ جھنگ روڈ فیصل آباد

ایصال ثواب

☆ والدہ ماجدہ صاحبہ مرحومہ مغفورہ حافظ محمد زمان خان صاحب مدظلہ
☆ و برادران لاء محافظ وطن محمد ایاز خان مرحوم و مغفور
☆ و دیگر جمیع مومنین مومنات مسلمین مسلمات

الرفیق افضالی پرنٹنگ پریس پاک گول بازار، ایمں پور بازار، فیصل آباد

الاھداء

میں اس سعی کو اپنے محسن ومہربان محترم المقام عزیز ترین از جان والدین کے نام منسوب کرتا ہوں۔
جنہوں نے ہم سب بہن بھائیوں کی بے لوث پرورش کی ہے۔
اللہ کریم بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ ہماری والدہ ماجدہ کی مغفرت فرمائے اور بطفیل نعلین اہلبیت محبوب ﷺ ان کے درجات بلند فرمائے۔
جنہوں نے بچپن سے آج تک ہمارے سکون اور چین کی خاطر اپنے دن ورات کا آرام قربان کیا۔ اپنا خیال نہ کیا ہر وقت ہمارا خیال کیا۔ بمصداق اس شعر کے

کسی کی زیست کے لمحے سنوارنے کے لئے
ہم اپنی ذات کو مدنظر نہیں رکھتے

انسان کی تعمیر وترقی میں ماں کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔ کائنات میں ماں کی مثال ناممکن ہے۔
ماں جیسی بھی ہو جس کی بھی ہو ماں، ماں ہے اور میری ماں میری عزیز ترین، عظیم ترین، محبوب ترین، خوبصورت ماں تھی۔
عباس تابش صاحب نے کیا خوب کہا ہے:

ایک مدت سے میری ماں نہیں سوئی تابش
میں نے ایک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

☆ صرف تابش صاحب ہی کی نہیں ہر ایک ماں کا یہی حال ہوتا ہے۔
☆ ماں دکھ، درد سہنا تو جانتی ہے، دینا نہیں۔
☆ ماں ایسی عظیم نعمت ہے جس کا نعم البدل نہیں۔

اللہ کریم بطفیل محبوب کریم ﷺ ہمارے والد ماجد صاحب کو ایمان کامل کے ساتھ سلامت رکھے تا دیر ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رہے۔ جنہوں نے اپنی انتھک محنت سے ہماری پرورش کی اور اچھی تربیت کر کے دین محبوب کریم ﷺ کا خادم بنایا۔ اللہ کریم ہماری والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ کو حضرت آمنہ وحلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہما، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی کنیزوں میں اٹھائے۔

یا اللہ کریم ہمارے والد محترم جناب صوفی بدر زمان خان صاحب طال عمرہ کو اپنے محبوب ﷺ کا دامن رحمت ومحبت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا سایہ شفقت اور حضرت عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ عنہ اور دیگر عشاق کا سایہ عشق ومحبت عطا فرمانا جنہوں نے اولاد کی پرورش کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھائیں۔ نحیف وکمزور ہاتھوں سے محنت ومشقت کر کے ہمیں پالا ناچیز ان کے پاؤں دھو کر پیئے تو کم ہے۔ مگر میرے دامن میں تو دعاؤں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور یہی رب کریم کا حکم ہے۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

ناچیز محمد زمان خان چشتی سیالوی

لجپال لجپال
پیر سیالؒ
پیر سیالؒ

اعلامیہ

بھلوں کو بھلی
لاج

بحکم غریب نواز حضور امیر شریعت، نائب شیخ الاسلام خواجہ محمد حمید الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

مقام تقریب آستانہ مقدسہ سیال شریف

بوقت 12:30 بجے دن بتاریخ 19 ذیقعدہ 1440ہجری مطابق 23 جولائی 2019ء بروز منگل

اشاعت وارث نسبت پیر سیال ضیاء چشت حضرت خواجہ محمد ضیاء الحق سیالوی سجادہ نشین آستانہ مقدسہ سیال شریف کے حکم سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل و خاتم النبین وعلیٰ الہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین اما بعد!

الحمدللہ! ہم اہلسنت وجماعت اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور اس کی ذات وصفات میں کسی کو اس کا ہمسر نہیں ٹھہراتے۔ اللہ کریم کو تمام عیوب ونقائص سے منزہ ومبرا اور تمام عظمتوں کا مالک سمجھتے ہیں تمام کتب سماوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ حیات بعد از موت، حشر ونشر، جنت ودوزخ کو حق سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی ماننے کے ساتھ ساتھ تمام سابقہ انبیاء ورسل سے افضل واعلیٰ سمجھتے ہیں اور سابقہ تمام انبیاء ورسل پر ایمان رکھتے ہوئے ان کی تعظیم وتوقیر بجالاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام واہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بے پناہ محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہوئے انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں انہیں خلیفہ اول بلافصل خلیفۃ الرسول برحق مانتے ہیں۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ثانی برحق، حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین کو خلیفہ ثالث برحق اور مولائے مرتضیٰ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ رابع برحق مانتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان میں افضلیت تسلیم کرتے ہیں اور تمام صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی عزت وعظمت کے خلاف اشارے، کنائے یا صراحت کے ساتھ طعن وتشنیع کرنے والے کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں اور اسی طرح اہلبیت اطہار سے بغض رکھنے والے ہر شخص کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں۔ مشاجرات صحابہ میں کف لسان (خاموشی) اور ان کے فضائل ومناقب کے بیان کو شعار ایمان (نشانی) سمجھتے ہیں۔ یہ تمام عقائد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (۱) آئمہ اہل بیت اطہار، اجلہ تابعین (۲) آئمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ (۳) امام مالک (۴) امام احمد بن حنبل (۵) امام شافعی (۶) سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (۷) حضرت داتا گنج بخش (۸) حضرت امام غزالی (۹) شیخ محی الدین ابن العربی (۱۰) امام عبدالوہاب شعرانی (۱۱) شیخ فرید الدین عطار (۱۲) حضرت مجدد الف ثانی (۱۳) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۴)۔ حضرت الشاہ احمد رضا محدث بریلی (۱۵) حضرت شاہ ولی اللہ (۱۶) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۷) حضور خواجہ خواجگان بہار چشت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی (۱۸) قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (۱۹) اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اجلہ علماء ومشائخ سے ثابت ہیں ان عقائد کا مفصلاً تذکرہ اہلسنت کے عقائد کی کتب معتبرہ مثلاً فقہ اکبر، عقیدہ طحاویہ کتاب الابانہ، شرح العقائد النسفیہ وغیرہ میں موجود ہیں اور انہیں عقائد پر ماتریدیہ اور اشاعرہ کا اتفاق ہے۔ پوری امت کی طرح یہی عقیدہ مشائخ چشت علیہم الرضوان کا بھی ہے اور اسی عقیدے کو وقت کی اہم ضرورت سمجھتے ہوئے اعلامیہ کے طور پر آستانہ مقدسہ سیال شریف کی طرف سے شائع کیا جارہا ہے تاکہ مریدین ومتوسلین اور خلفاء اور عوام اہلسنت کے لئے سند رہے۔

۱۔ تکمیل الایمان ۲۔ الطرفہ ۳۔ فقہ اکبر ۴۔ متوطا امام محمد ۵۔ النسبت للتخلال ۶۔ مرام الکلام ۷۔ غنیۃ الطالبین ۸۔ کشف المحجوب ۹۔ احیاء العلوم ۱۰۔ فتوحات مکیہ
۱۱۔ الیواقیت والجواھر ۱۲۔ منطق الطیر ۱۳۔ مکتوبات شریف ۱۴۔ تکمیل الایمان ۱۵۔ فتاوی رضویہ ۱۶۔ فتاوی عزیزیہ ۱۷۔ نفاالمحبین ۱۸۔ مراۃ العاشقین ۱۹۔ انوار قمریہ ۲۰

اعلامیہ پڑھنے کی سعادت پیر محمد معظم الحق معظمی سجادہ نشین خانقاہ معظم آباد شریف سرگودھا نے حاصل کی۔

نحمده و نصلى و نسلم على رسوله الكريم

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر والدین کے حقوق بصورت ادب و تعظیم، حسن سلوک، اطاعت و خدمت بیان فرمائے ہیں:

سورۃ الاسراء میں اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کے ادب و تعظیم کے بارے میں فرمایا:

وقضى ربك الا تعبدو الا اياه و بالوالدين احسانااما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما و قل لهما قولا كريما و خفض لهما جناح الذل من الرحمة و قل ارب الرحمهما كما ربياني صغيرا ربكم اعلم بما فى نفوسكم ان تكونو صالحين فانه كان للاوابين غفورا۔(الاسراء۔25-23)

"تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت مت کرو۔اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔اگر تمہاری موجودگی میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اف تک نہ کرنا اور نہ انہیں جھڑکنا۔ان کے سامنے خود ادب سے بات کرنا۔ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔اور دعا کرتے رہنا کہ میرے پروردگار ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرما۔جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔اور صرف ظاہری ادب و تعظیم پر اکتفا نہ کر لینا۔بلکہ دل میں بھی ادب و اطاعت رکھنا) کیونکہ تمہارا رب تمہارے دلوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے۔اگر تم سعادت مند بنے تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف فرما دیتا ہے۔"

والدین کے بارے میں احکام

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے بارے میں ان سات احکام کا ذکر فرمایا ہے:

- ☆ والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض و لازم ہے۔
- ☆ خصوصاً بڑھاپے کی صورت میں کیونکہ اس عمر میں وہ خدمت کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔
- ☆ ان کے سامنے اف بھی نہ کہو۔یعنی کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے ان کو تکلیف ہو۔

لفظ "اف" کی تشریح

مفسرین نے لفظ "اف" کی تشریح ان کلمات سے کی ہے۔

هو كناية عن الايذاء باى "اس سے مراد ہر قسم کی تکلیف و ایذا ہے۔"

نوع كان حتىٰ باقل انواعه "خواہ وہ کتنی ہی قلیل ہو۔"

اسی لئے محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

لو علم [illegible] شيأ ادنى من اف لنهى عنه فليعمل العاق ماشاء ان يعمل فلن يدخل الجنة وليعمل [illegible] ماشاء ان يعمل فلن يدخل النار۔(الزواجر۔2-66)

"اگر اللہ [illegible] کے ہاں اس سے کم درجہ کی ایذا ہوتی تو وہ اس سے بھی منع فرما دیتا۔والدین کا نافرمان جو چاہے

عمل کرے وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔ اور والدین کا فرمانبردار جیسے عمل بھی کرے وہ دوزخ میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

☆ ان کو کسی بات پر سختی سے جھڑکنا اور ڈانٹنا حرام ہے۔

☆ والدین کے ساتھ گفتگو نہایت نرمی و محبت کے لہجے میں کرنا فرض ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس طرح کوئی غلام اپنے مالک سے بات کرتا ہے اس سے بڑھ کر نرم لہجے میں والدین کے سامنے بات کی جائے۔

والدین سے ''اف'' تک نہ کہو

والدین سے نیکی اور بھلائی کا حکم دینے کے بعد آگے یہ ارشاد فرمایا گیا۔

اما یبلغن عندك الكبر احدهما اوكلاهما فلا تقلهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب الرحمهما كما ربياني صغيرا

" اگر تمہارے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے میں پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو۔ بلکہ ان سے ادب کے ساتھ بات کرو۔ اور اپنے بازو نہایت عاجزی اور نیازمندی سے ان کے سامنے جھکا دے اور ان کے لئے دعا کرو کہ اے میرے پروردگار تو ان پر رحم فرما۔ جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔"

☆ فرمایا کہ اگر دونوں ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو پھر انہیں اف تک کا کلمہ بھی کہنے کی ممانعت ہے خواہ تمہیں ان کی کوئی بات پسند آئے یا نہ آئے۔ اور خواہ تمہاری طبیعت کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔ خبردار! تمہاری زبان سے ان کے لئے اف تک کا کلمہ نہ نکلے۔ اف تک نہ کہنے کا معنی یہ ہے کہ تمہاری زبانیں تمہارے والدین کے بارے میں اس حد تک بند ہو جائیں کہ ان کی کسی بات پر خفگی اور ناراضگی کا اظہار نہ ہونے پائے اور کبھی ایسا نہ ہو کہ تمہارا پیمانہ صبر ان کے معاملے میں اس حد تک لبریز ہو جائے کہ تم انہیں جھڑکنے لگو یا ان کے ساتھ سختی، درشتی اور تلخی کے ساتھ پیش آؤ اور اس طرح ان کی دل شکنی ہو جائے۔ یہاں اف تک نہ کہنے کی معنویت وحکمت پر غور کرنا ضروری ہے کہ ایسا کیوں فرمایا گیا؟

اما یبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما کے بعد فلا تقل لهما اف

کی بات اس لئے کہی گئی کہ جب آپ اف کہتے ہیں تو یہ حالت بالعموم اس وقت پیش آتی ہے جب ماں باپ بڑھاپے کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔

یہ بڑھاپا بڑی ظالم چیز ہے جب قوائے بدنی مضمحل اور حواس خمسہ ماؤف ہونے لگتے ہیں تو بے بسی اور لاچارگی کی یہ کیفیت نادیدنی ہوتی ہے اکثر و بیشتر والدین حالت شباب سے گزر کر بڑھاپے میں داخل ہوتے ہیں تو وہی اولاد جس کو وہ بچپن اور لاشعوری کی عمر میں کھلاتے پلاتے رہتے ہیں، اپنے خون پسینے کی کمائی جس کی نذر کرتے رہے جس کی ذرہ بھر تکلیف گوارہ نہ تھی، جس کے لئے اپنا سکھ چین سب قربان کیا، خود کو بھوکا رکھ کر اپنے منہ کے لقمے نکال کر جس کے منہ میں دیے اور جس کو بن مانگے ہر چیز مل جاتی تھی وہی اولاد جب جوان ہوتی ہے تو اپنے والدین کو مجبور و بے بس پاتی ہے۔ اور اسے وہ زمانہ یاد نہیں ہوتا کہ یہی والدین تھے جو اس کے آگے پیچھے رہتے تھے۔ بیماری اور تکلیف کی حالت میں رات بھر جاگتے رہتے تھے اور اپنی بساط سے بڑھ کر

انہیں ہر وہ چیز مہیا کرتے تھے جس کی ان کے بچوں کو ضرورت ہوتی تھی وہی اولاد اگر اس کی تربیت صحیح نہج پر نہ ہوئی ہو،بچپن کا زمانہ جانے پر اپنے والدین کی نافرمان اور گستاخ ہو جاتی ہے وہ اس دور کو یکسر بھلا دیتی ہے جب اس کے والدین اس کے لئے ہلکان ہوتے تھے اور اس کے آرام و آسائش کے لئے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے تھے۔

بوڑھے والدین کی خبر گیری (ایک صبر آزما مرحلہ)

جب والدین جوان ہوتے ہیں تو نیک بخت اولاد کبھی ان کے سامنے سر اونچا کر کے نہیں چلتی اور اس کی نگاہیں فرط ادب سے جھکی رہتی ہیں لیکن بسا اوقات وہی نیک بخت اولاد جس نے کبھی والدین کی جوانی میں ان کی نافرمانی نہ کی تھی جب ماں باپ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو یہ آزمائش میں پڑ جاتی ہے۔کہولت اور پیرانہ سالی میں چونکہ ہوش و حواس ویسے نہیں رہتے۔جیسا کہ جوانی کے عالم میں تھے۔طبیعت بچپنے کی طرف پلٹنے لگتی ہے۔بے خیالی میں بچوں جیسی حرکات سرزد ہونے لگتی ہیں جب تک ہوش و حواس قائم تھے۔اور ان سے اولاد کو فائدہ پہنچتا تھا طوعاو کرہا اولاد ان کی خدمت بجالاتی رہی۔لیکن جیسے ہی والدین کے بڑھاپے میں بچپنے کا عنصر در آیا اولاد رفتہ رفتہ ان کے معمول سے ہٹنے (Abnormal) رویوں سے اکتاہٹ محسوس کرنے لگی۔جوں جوں بڑھاپا آتا جاتا ہے طبیعت بچپنے کی طرف مائل ہونے لگتی ہے۔لیکن کسی پر یہ کیفیت بڑھاپے کے آغاز میں طاری ہوتی ہے۔اور کسی پر بہت بعد میں جا کر۔یہ اللہ کا کرم ہے مگر زود یا بدیر کسی مرحلہ میں بڑھاپا بچپنا ضرور لاتا ہے۔اس نفسیاتی کیفیت کی طرف قرآن مجید انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ جب بڑھاپا حاوی ہونے لگے تو طبیعت قدرے وہمی اور ضدی پن کا شکار ہونے لگتی ہے یاداشت پہلی سی نہیں رہتی کہ معاملہ فہمی،تحمل اور برداشت کا مادہ مفقود ہونے لگتا ہے۔یہ احساس کمزور پڑ جاتا ہے کہ کس چیز میں فائدہ ہے اور کس میں نقصان۔ہر بات پر بچوں کی طرح ضد کرنا ایک عادت ثانیہ بن جاتی ہے۔آپ انہیں کسی بات سے روکیں گے تو وہ سنی ان سنی کر دیں گے۔اور عمل اس بات پر کریں گے جو ان کا دل چاہے گا۔یہ کوئی ایک دو دن کی بات نہیں بڑھاپے کا پورا عرصہ اسی میں گزرتا ہے۔ماں باپ چھوٹی چھوٹی بات پر ٹوکتے رہتے ہیں جوان بیٹا اکتا جاتا ہے کہ یہ کیا ہر بات میں ٹانگ اڑاتے ہیں،اپنے کام سے مطلب کیوں نہیں رکھتے ان کی طبیعت ہر وقت وہ چیز کھانے کا تقاضا کرتی ہے جو نقصان دہ ہے آپ بوڑھے ماں باپ سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ اپنی صحت کا خیال رکھیں مگر وہ ہیں کہ اپنی من مانی کرتے ہیں یہ بڑی آزمائش کا دور ہے ان کا بے جا اصرار نت نئے مسائل پیدا کرتا ہے طبیعت میں ضد اور چڑچڑا پن نیک بخت اولاد کے لئے ایک مسلسل امتحان ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ قرآنی ارشاد **فلا تقل لهما اف** پر کب اور کہاں تک عمل ہوتا ہے بوڑھے ماں باپ کی عقل و خرد سے عاری باتیں برداشت کرنا اور زبان سے اف تک نہ کہنا بڑا صبر آزما مرحلہ ہے۔

ایک سبق آموز حکایت

قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب مدظلہ سے سُنی ہوئی ایک حکایت کو موضوع کے حوالے سے یہاں بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ایک شخص کی والدہ بوڑھی ہو گئی اور بڑھاپے میں وہی کیفیت طاری ہو گئی جو اوپر بیان کی گئی ہے ایک دن وہ شخص ماں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ بڑھیا کہنے لگی بیٹا یہ کس چیز کی

آواز آ رہی ہے۔ وہ کہنے لگا اماں جان کسی چیز کی آواز نہیں آ رہی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ پھر کہنے لگی بیٹا آواز آ رہی ہے۔ مجھے بتاؤ یہ کس چیز کی آواز ہے۔ وہ شخص پھر کہنے لگا اماں جان یہ محض آپ کا وہم ہے۔ یہاں کوئی آواز نہیں آ رہی۔ بوڑھی ماں نے پھر زور دے کر کہا میرے کانوں میں آواز سنائی دے رہی ہے بتاؤ تو سہی یہ کس چیز کی آواز ہے اس نے کہا یہ محض آپ کا مغالطہ ہے کسی چیز کی آواز نہیں آ رہی۔ بڑھیا نے متعدد بار یہ بات دھرائی تو بیٹے سے نہ رہا گیا تو وہ آگ بگولہ ہو کر کہنے لگا آپ نے کیا آواز آواز کی رٹ لگا رکھی ہے۔ آپ ناحق ہمارا دماغ چاٹ رہی ہیں۔ آپ کا شاید دماغ خراب ہو گیا ہے۔ خدا کے لئے ہمارے صبر کا مزید امتحان نہ لیجیئے۔ اور یہ تکرار بند کر دیجئے۔

ماں نے یہ بات سن کر بیٹے سے کہا کہ فلاں صندوق میں ایک کاپی پڑی ہے وہ ذرا لے آؤ۔ وہ شخص صندوق سے کاپی لے آیا ماں نے اسے بتایا کہ جب تم بچے تھے تو تم نے ایک دن ستر بار ایک بات پوچھی تھی تو میں نے ہر بار تمہیں چوم چوم کر جواب دیا تھا۔ تو پوچھتا جاتا تھا تو میں پیشانی پر کوئی شکن لائے بغیر جواب دیتی جاتی تھی۔ لیکن اے بیٹے تو اپنے اور میرے صبر کا موازنہ کر۔ میں نے سات بار بھی نہ پوچھا تھا کہ تیرا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ اور تو مجھ پر برسنے لگا۔

دو قرآنی احکام

یہی وہ کیفیت ہے جس کی طرف اللہ تعالی نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ والدین سے حسن سلوک کرتے ہوئے اپنی زبان سے اف تک بھی نہ کہو اور کبھی سخت لہجے میں ایسی تلخ بات نہ کہو جس سے ان کی دل شکنی ہو جائے رب کریم ورحیم نے خصوصیت کے ساتھ انسان کو یہ تربیت دی ہے کہ اپنے ماں باپ کا بڑھاپے میں خاص خیال رکھے اور خبردار اس دور میں ان سے نیکی اور بھلائی کرنے میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے۔ یہ بہت بڑی آزمائش اور صبر کا امتحان ہے۔

☆ قرآن کریم میں والدین کے بارے میں دو حکم دیئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان سے احسان اور نیکی کرنا تمہاری بڑی ذمہ داری ہے۔ دوسرا یہ کہ جب ان پر بڑھاپا غالب آ جائے تو ان کا خاص خیال اور دلجوئی از بس ضروری ہے۔

اگر نیک بخت اولاد والدین کی جوانی میں ان کی اطاعت شعار ہے اور حسن سلوک سے پیش آتی ہے تو یہ ان کی خوش بختی ہے مگر ان کی نیک بختی کا امتحان تو اس وقت شروع ہو گا جب والدین عالم شباب سے بڑھاپے کی وادی میں قدم رکھیں گے پھر وہ نہ کمانے والے ہوں گے اور نہ ہی ہوش وحواس سلامت رہیں گے۔ ہر وقت کسی نہ کسی بیماری اور تکلیف کا سامنا ہو گا اور بعض اوقات نوبت یہاں تک آ جائے گی کہ قضائے حاجت کے لئے بھی اولاد کے محتاج ہوں گے۔ ان کی آزمائش وامتحان کا دن تو اس وقت ہو گا جب وہ بوڑھی اماں جو نو ماہ پیٹ میں اٹھائے رہی اور پھر اپنی جوانی اور صحت اسے پالنے پوسنے میں داؤ پر لگا دی ان کے سہارے پر پڑی ہو گی اور چند قدم بھی ان کی مدد کے بغیر نہ چل سکے گی اور اپنی ہر ضرورت کے لئے ان کی طرف تک رہی ہو گی۔

یہاں محترم قارئین کرام آپ کے لئے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں یہ مثال ہر گھر ... اسکتی ہے جب آپ چھوٹے بچے تھے تو اپنے والد یا والدہ سے جب وہ باہر کہیں سے آتے تھے اکثر یہ سوال ... تھے

کہ اماں جان، ابا جان، آپ ہمارے لئے کیا کیا لائے ہیں؟ آپ بالعموم ان سے باہر جاتے وقت فرمائشیں کیا کرتے تھے کہ ہمارے لیے کھلونا یا مٹھائی وغیرہ کا تحفہ لیتے آئیں۔ ان کے گھر آتے ہی ان سے آپ لپٹ جاتے اور اپنی فرمائش کی چیزوں کا تقاضا کرتے تھے اور اگر وہ کسی وجہ سے آپ کی فرمائش نہ پوری کر سکتے تھے تو آپ ضد کرنے لگتے تھے اور کچھ دیر کے لئے روٹھ جاتے۔ پھر وہ آپ کو منانے کے لئے کیا کیا جتن نہ کرتے تھے۔

وہ وقت یاد کیجیے اور یہ زمانہ، جب انہیں گردشِ روزگار نے تمہارا محتاج اور دستِ نگر کر دیا۔ اب جب تم باہر سے آتے ہو تو بوڑھا باپ یا بوڑھی ماں تمہاری طرف سوالیہ نظروں سے تک رہے ہوتے ہیں کہ تم ان کے لئے کیا لائے ہو۔

یہ ضروری نہیں کہ سب کے معاملات ایک جیسے ہوں۔ بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ ماں باپ تمہاری مالی امداد کے مستحق نہیں ہوتے اور بڑھاپے میں بھی اللہ کے فضل و کرم سے ان کے پاس اتنے وسائل ہوتے ہیں کہ وہ ضرورت کی ہر چیز خود حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات دھیان میں رہے کہ بڑھاپے کے دور میں والدین کو صرف روپے پیسے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اور تمہاری بحیثیت اولاد صرف مالی معاونت کرنا ہی واحد ذمہ داری نہیں بلکہ روزمرہ معاملات میں ان کے آرام کا خیال رکھنا اور خبر گیری کرتے رہنا وغیرہ بہت سی ایسی ذمہ داریاں ہیں جنہیں پورا کرنا تمہارے فرائضِ منصبی میں شامل ہے اور جن کی ادائیگی سے تم ان کی دعائیں حاصل کر سکتے ہو۔

اگر بوڑھے ماں باپ کا سایہ تمہارے سروں پر سلامت ہے تو اسے غنیمت جانیے اور اللہ کریم کا شکر ادا کیجیے کہ اس نے تمہیں ان کی خدمت بجا لانے کا موقع عطا کیا ہے۔ ماں باپ کا وجود کتنی بڑی نعمت ہے اس کی قدر وہی جانتے ہیں جو اس نعمت سے محروم ہیں۔

ایک انتہائی اہم فریضہ

اولاد ہونے کے ناتے ہم سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ حکمِ الٰہی **فلا تقل لهما اف و لا تنهرهما** کو دل و جان سے بجا لاتے رہیں اور کبھی اپنی زبان سے ایسا کلمہ نہ نکالیں جو ان کی دل آزاری کا سبب بنے۔ یاد رہے کہ بڑھاپے کی حالت میں والدین کی طبیعت بچپنے کی طرف لوٹ جاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ بات بات پر بے جا ضد کرنے لگیں۔ لیکن سعادت مندی کا تقاضا یہی ہے کہ ان کی ہر بات خندہ پیشانی سے سن کر برداشت کر لی جائے ان کے بار بار ٹوکنے پر دل میں ملال نہ لایا جائے اور ہر حال میں ان کی خدمت بجا لانا اپنا شیوہ بنا لیا جائے۔

بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ ہم والدین کی خدمت بجا لانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے لیکن تخلیئے میں اپنے ملاقاتیوں سے بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ یہاں ہمیں پوچھنے والا نہیں۔ وہ اس طرح کی سخت باتیں کہہ دیتے ہیں جنہیں سُن کر پریشانی اور **پیشمانی** لاحق ہونے لگتی ہے لیکن کڑی آزمائش یہی ہے کہ ہر حال میں اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا جائے اور حسبِ دستور ان کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہ ہونے دی جانا چاہیے وزارت یا صدارت کے منصب پر فائز ہو اس کی سعادت یہی ہے کہ اپنے ماں یا باپ ہو کر [illegible] ت ہو اس کی قدم بوسی کرتا رہے حسنِ سلوک کا تقاضا یہی ہے کہ ہمہ وقت ان کی خدمت میں

مستعد رہا جائے۔ والدین کے ساتھ ادب اور محبت کا طریقہ اور قرینہ حُسنِ سلوک کے سوا اور کچھ نہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا

اور ان کے لئے دعا کرو کہ اے میرے پروردگار تو ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں (محبت وشفقت سے) پالا تھا۔

اللہ کریم ورحیم کی طرف سے یہ دعا کا سلیقہ سکھایا گیا ہے کہ اے انسان جب تیرے والدین بڑھاپے کی اس حالت کو پہنچ جائیں تو ان کے حق میں اپنے رب سے یہ دعا کرو کہ اے پروردگار ان پر اسی طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے اس وقت محبت وشفقت کے آغوش میں پالا تھا جب میں اتنا چھوٹا تھا کہ مجھے اپنے نفع و نقصان کی کوئی سُدھ بُدھ نہ تھی اور میں ہمہ وقت ان کی رحمت کا محتاج تھا۔

حقوق والدین کا بنیادی تصور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا میں بھی ملتا ہے جو قرآن مجید نے نقل فرمائی ہے اور وہ ہماری نماز کا حصہ ہے اس دعا کے یہ کلمات ہیں۔

ربنا اغفرلي ولوالدي وللمومنين يوم يقوم الحساب

اے ہمارے پروردگار جس دن حساب قائم ہو تو مجھے اور میرے والدین اور جملہ مومنین کو بخش دے۔

اس سے مترشح ہوتا ہے کہ اسلام میں ہمہ وقت والدین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی تلقین کی گئی ہے حتیٰ کہ ان کے حق میں دعائیں کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے یہ سب کچھ کرنے کے بعد حق تو یہ ہے کہ والدین کا حق پھر بھی ادا نہیں ہوتا۔ ہمیں اللہ کریم ورحیم سے والدین کی کماحقہٗ خدمت بجالانے کی توفیق مانگنی چاہیئے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک

توحید باری تعالیٰ احقاق حق اور نفی شرک و باطل کے بعد ماں باپ کی تعظیم و تکریم اور پاس ادب کو سب سے بڑھ کر اہمیت حاصل ہے۔ یہاں تک کہ ان کے کافر و مشرک اور فاسق و فاجر ہونے کو بھی نظر انداز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

شریعت مطہرہ نے حقوق والدین کے باب میں جو ترتیب ملحوظ رکھی ہے اس پر قرآن وحدیث کی روشنی میں کچھ گفتگو اوپر گزر چکی ہے اسی مضمون کو قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر بیان کرتے ہوئے اللہ کریم و رحیم نے یوں ارشاد فرمایا۔

ووصينا الانسان بوالديه حسنا

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی سے پیش آنے کا حکم بصراحت امت مسلمہ ہی کو نہیں دیا گیا بلکہ جملہ عالم انسانیت کو قطع نظر عقیدہ، نظریہ اور دین یہ بات بڑی تاکید اور شد و مد سے کہی گئی ہے۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ کے مصداق یہ اصولی حکم صرف اہل ایمان ہی کے لئے نہیں بلکہ ہر مذہب و مشرب اور عقیدہ کے انسان کے لئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم ورحیم کا یہ ارشاد کہ ہم نے ہر انسان کے لئے حکم صادر فرما دیا ہے۔ تمام امتوں ملتوں اور قوموں میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان روا رکھنے کے بارے میں برابر چلا آ رہا

ہے اوراس قطعیت و حتمیت میں کبھی سرموفرق نہیں آیا۔

شریعت موسوی اور عیسوی میں والدین کے بارے میں حکم

یہ امر آپ کے لئے شائد حیران کن ہو کہ توریت میں جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی والدین کے حقوق سے متعلق یہاں تک حکم دیا گیا کہ جو والدین کو برا بھلا کہے' گالی گلوچ کرے یا زبان سے ایسا کلمہ کہے جو لعنت پر محمول کیا جا سکے اس کی سزا قتل ہے۔ والدین کی ہتک وتوہین کی آخرت میں جو سزا ہونی تھی وہ تو ہونی ہی تھی۔ اس دنیا میں بھی اس جرم کا مرتکب گردن زدنی اور سزائے موت کا مستحق قرار پایا۔

یہی حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا جو کتاب توریت میں بھی موجود تھا گویا شریعت عیسوی کے مطابق والدین کی اہانت اور بے ادبی کی سزا بھی موت تھی اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کے مذہب میں والدین کی بے ادبی کتنا گھناؤنا جرم (Heinous Crime) تھا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی سزا (Capital Punishment) موت مقرر کی گئی تھی۔

امت محبوب کریم ﷺ پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ باوجود گنہگار و خطا کار لوگوں کی بے لحاظی' بے مروتی اور بے ادبی کے جو وہ اپنے والدین سے روا رکھتے ہیں' انہیں دنیا میں تو سزائے موت سے بچا لیا گیا لیکن آخرت کی بدبختی اور عذاب کا مستحق ہونے کے باب میں یہ جرم گناہِ کبیرہ قرار پاتا ہے۔ اور دیگر تمام امور سے اس کی سزا بھی نسبتاً زیادہ ہوگی۔

والدین اولاد کے لئے جنت بھی ہیں جہنم بھی

احادیث کے بالاستیعاب مطالعہ سے والدین کے حقوق کا تعین ہوتا ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص محبوب دو جہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ میرے آقا والدین کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے ان کے کیا حقوق ہیں؟ راحتِ دو جہاں ﷺ نے والدین کی نسبت سوال کرنے والے اس شخص سے فرمایا کہ تمہارے والدین ہی تمہارے لئے جنت ہیں اور وہی تمہاری دوزخ ہیں۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں۔ هُمَا جَنَّتُكَ وَ نَارُكَ (وہی دونوں تیری جنت اور وہی تیری دوزخ ہیں) پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ تمہارے والدین ہی تمہاری جنت ہیں اگر تم ان کی خدمت کا فریضہ بجالاؤ گے اور بصورت دیگر تم ان کی خدمت ترک کر دو گے تو وہ تمہارے دوزخ میں پہنچنے کا موجب بن سکتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ سے بخوبی یہ مترشح ہوتا ہے کہ پنجگانہ نمازیں' روزے' نوافل' عمرے' حج اور کثرت سے صدقات وخیرات ادا کرنا جنت میں لے جانے کا باعث نہیں بنتا اگر ان اعمال کا عامل ماں باپ کا گستاخ و بے ادب ہو اور ان کا خدمت گزار نہ ہو۔ حدیث کے الفاظ هما جنتك و نارك بغیر کسی ابہام کے اس امر کا اعلان کر رہے ہیں کہ ماں باپ کے گستاخ اور بے ادب کی ہر طرح کی عبادتیں اللہ کی بارگاہ میں غیر مقبول ہوں گی اور انہیں ان عبادتوں کے باوصف جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

حدیث مبارکہ سے تائید

اسلامی تعلیمات میں اجزاء کے مقابلے میں کلیت کو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ درج ذیل حدیث

مبارکہ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

☆ ایک صحابی نے محبوب دو جہاں ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اس حدیث میں یہ سوال قابل توجہ ہے کہ اللہ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے اس کا جواب راحت دو جہاں ﷺ نے یہ مرحمت فرمایا الصلوۃ علی وقتھا یعنی اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل نماز کا اپنے صحیح وقت پر ادا کرنا ہے تا کہ قیام صلوۃ کے ثمرات پوری طرح سے حاصل ہو سکیں۔ صحابی نے عرض کیا:

یارسول اللہ ثم قال ای

محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

برالوالدین

نماز کے بعد محبوب ترین عمل والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا ہے۔

صحابی نے پھر عرض کیا۔

ثم ای

یعنی والدین کے ساتھ نیکی کے بعد کون سا عمل اللہ کی نظر میں محبوبیت کا مقام رکھتا ہے۔

راحت دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الجهاد في سبيل الله

یعنی والدین کی خدمت کے بعد تیسرا عمل جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت ایسا عمل ہے جو جہاد سے بھی زیادہ فضیلت اور درجہ رکھتا ہے۔ مقتولین الہی کے خواص کے باب میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وَاِذ اَخَذنَا مِيثَاقَ بَنِي اِسرَائِيلَ لَا تَعبُدُونَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالوَالِدَينِ اِحسَاناً

اور یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔

اس فرمان کی رو سے پہلا درجہ اللہ کریم نے اپنی عبادت و پرستش کا رکھا۔ اپنی عبادت اور عقیدۂ توحید کے اثبات کے بعد معاملات کے اندر دوسرا درجہ والدین کی خدمت اور اطاعت کا رکھا ہے۔

ایک سبق آموز فرمان

والدین کی خدمت گزاری بڑی سعادت مندی ہے اس کا کچھ اندازہ اس حدیث پاک سے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص رحمتِ دو جہاں ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض پرواز ہوا کہ آقا مجھے جہاد پر جانے کی اجازت دے دیجیئے۔ جہاد میں شرکت بہت بڑی نیکی اور بظاہر ایسا عمل ہے جس کے بارے میں قرین قیاس نہیں تھا کہ جان کائنات ﷺ اسے نیک کام سے روکتے یا اس آرزو کی تکمیل سے منع فرما دیتے۔ لیکن آقائے دو جہاں ﷺ اس شخص سے استفسار فرماتے ہیں کہ اے فلاں بتا کہ کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ وہ اثبات میں جواب دیتا ہے تو محبوب دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں تو ان کی خدمت کر یہی تیرا جہاد ہے۔

راحتِ دو جہاں ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تیرے والدین زندہ ہیں تو تو اُن کے پاس لوٹ جا

اوران کی خدمت واطاعت بجالا کہ یہی تیرا جہاد ہے۔ کتنا سبق آموز فرمان ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے جہاد کا کیا نادراور اچھوتا تصور دیا کہ اپنے والدین کے قدموں میں رہ کران کی خدمت بجالانے کو حقیقی جہاد قرار دیا اور یہ کہ جو اس سے فارغ ہو وہی دین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جہاد وقتال کے طرف جائے۔

والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ووصينا الانسان بوالديه

اور ہم نے آدمی کواس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔

اللہ کریم ورحیم نے انسان کو والدین کے بارے میں بڑی تاکید فرمائی یعنی والدین کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا۔ یہ والدین کے باب میں اجمالی حکم تھا کہ وہ حینِ حیات دونوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ پھراس کے بعد خصوصیت کے ساتھ ماں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

حملته امه وهنا على وهن

اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا اس حالت میں کہ اس کی ماں کمزوری پر کمزوری جھیلتی رہی۔

پہلے حکم میں تاکید مشترک ہے اور دونوں کے ساتھ یکساں نیک سلوک روا رکھنے کی تلقین کی گئی ہے جب کہ دوسرے میں صرف ماں کے لئے تاکید کی گئی ہے اور اس کے لئے منطقی اور پند ونصیحت کا انداز اور اسلوب اختیار کرتے ہوئے انسان کواس امر کی جانب متوجہ کیا گیا ہے کہ ماں اسے ولادت سے قبل کتنی تکلیف، مصیبت اور ابتلاء کے عالم میں اٹھائے پھرتی رہی۔ وهنا على وهن کے الفاظ انتہائی معنی خیز ہیں جو انسان کو نفسیانی پیرایۂ بیان سے اس حقیقت کی طرف ملتفت ہونے کی دعوت دے رہے ہیں کہ وہ اپنے دھیان کی آنکھ کھول کر دیکھے کہ اس کی ماں کتنی جان لیوا مشقت سے اس کے وجود کا بوجھ اٹھائے پھرتی رہی جس نے اس پر پے در پے تھکن اور واماندگی کے اثرات طاری کئے رکھے لیکن وہ انہیں خوش طبعی اور خندہ پیشانی سے بغیر کسی حزن وملال کے برداشت کرتی رہی۔ قرآن حکیم حملته امه وهنا کے الفاظ استعمال کرسکتا تھا جس سے بچے کو پیٹ میں اٹھانے اور تکلیف کے ساتھ تھکن برداشت کرنے کا مفہوم بخوبی ادا ہو جاتا ہے لیکن وهنا على وهن میں تکرار کا مطلب یہ ہے کہ قبل از ولادت کا سارا عرصہ وہ بار بار تکلیف اور تھکن کی کیفیت سے چور ہو کر اپنے بچے کا بوجھ اٹھائے رکھتی ہے۔ لہذا انسان کو اس امر کی طرف متوجہ کیا گیا کہ تمہیں کیا خبر کہ وہ تمہاری خاطر کتنے کرب اور اذیت کی کیفیت سے دوچار ہوتی رہی اور اس عرصہ میں اسے صرف ایک ہی فکر لاحق ہوتی رہتی تھی کہ تم رحم مادر میں محفوظ رہو اور ستم ہائے روزگار سے تمہارے وجود کو کوئی آنچ نہ آنے پائے۔

قبل از ولادت کرب واذیت کا دور

اگر آپ دیدۂ بینا کے ساتھ مشاہدہ ومعائنہ کریں تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وضع حمل سے ولادت تک کا عرصہ ماں کے لئے ناقابلِ بیان تک اذیت کرب اور بے یقینی کا عرصہ ہوتا ہے۔ ابتدائی چند ایام چھوڑ کر جب وہ محض ایک نطفہ اور خون کا لوتھڑا ہوتا ہے اس کے جسم کی تشکیل کا مرحلہ ماں کے جسم کے اندر بہت سی تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے۔ اس کا وجود تشکیل پذیر ہو کر بتدریج بڑھنے لگتا ہے تو ماں کے دل ودماغ میں

عجیب کیفیات اور اندیشہ ہائے دور دراز جنم لینے لگتے ہیں۔ وہ نہیں جانتی کہ نو ماہ کی تکلیف اٹھانے کے بعد اس کا بچہ زندہ اور صحیح سالم بھی ہوگا یا نہیں۔ اس کے اعضاء پورے ہوں گے یا خدانخواستہ وہ ایک ناقص الخلقت بچے کو جنم دے گی؟ اس قسم کے ہزار تفکرات اس پر شب و روز طاری رہتے ہیں۔ اس نے اپنے بچے کو ابھی تک نہیں دیکھا لیکن اس کی جان ہلکان اور اس کا خون خشک ہوتا رہتا ہے۔ وہ وضع حمل تک بے یقینی کی صلیب پر لٹکی رہتی ہے۔ لیکن ان ساری پریشانیوں سے دوچار ہو کر اور بار بار تھکن سے گزر کر بھی وہ نہیں ہارتی بلکہ وہ کتنی ہی راتیں جاگ جاگ کر گزار دیتی ہے۔

بچے کی پرورش اور نگہداشت میں ماں کا مثالی جذباتی کردار

جب ولادت کا مرحلہ بخیر و خوبی گزر جاتا ہے اور نومولود اس دنیا میں وارد ہو جاتا ہے تو اس کے جسم کا رواں رواں زبانِ حال سے شکرانا بجالاتا ہے۔ لیکن اس ننھے وجود کی فکر جو اس کے پہلو میں لیٹا ہوتا ہے' اسے مسلسل مضطرب اور بے چین کئے رکھتی ہے۔ قرآن کریم پہلے دو سالوں کے بعد از ولادت دور کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کرتا ہے۔ وفصاله فی عامین اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے۔

یعنی نو ماہ کی تکلیف اٹھانے کے بعد جب اس کا نونہال اس جہان آب و گل میں آنکھ کھولتا ہے تو پھر ماں کو اس کی پرورش کی فکر ستانے لگتی ہے وہ اپنی جسمانی صحت اور آرام سے بے نیاز اور بیگانہ ہو کر اسے اپنی چھاتی سے طاقت بخش دودھ پلاتی ہے۔ وہ ایسی غذائیں کھاتی ہے جو زیادہ سے زیادہ دودھ پیدا کریں' جو اس کے ناتواں اور منحنی سا وجود رکھنے والے نومولود کو تاب و توانائی بخش سکیں۔ اسے اس امر کی ذرہ بھر تشویش نہیں ہوتی کہ ایسا کرتے ہوئے اس کی اپنی صحت ٹھیک رہتی ہے یا نہیں۔ وہ اپنا خون جو دودھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس کا آخری قطرہ تک نچوڑ کر اسے پلا دینے میں ہی عافیت سمجھتی ہے۔ گویا وہ اپنی جان کے عوض ایک دوسری جان کو پالنے لگتی ہے جو کبھی اس کے وجود کا حصہ تھا اور اب ایک الگ وجود کی صورت میں پرورش اور نمو نہ پانے کے عمل سے گزر رہا ہے۔

بچے کی پرورش و نگہداشت میں ماں کا کردار بے بدل اور انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ذرا اندازہ لگایئے کہ قدرت نے اس میں ممتا کا کتنا بڑا خزانہ بھر دیا ہے۔ وہ اپنے بچے کی زندگی' صحت اور تندرستی کے لئے جان تک داؤ پر لگانے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ موسم سرما میں کڑاکے کی سرد راتوں میں وہ بچے کو پیشاب والی گیلی جگہ سے خشک بستر پر لٹاتی ہے اور خود گیلے بستر پر لیٹنے کو ترجیح دیتی ہے۔ وہ بچے کی راحت اور آرام کے لئے خود بے آرامی میں مبتلا ہونا تو گوارہ کر لیتی ہے لیکن بچے کی ذرہ بھر تکلیف اسے ملول و رنجیدہ کر دیتی ہے۔ بالخصوص ان دنوں میں جب بچے کو کوئی تکلیف اور علالت ہو تو اس کی پریشانی اور بے چینی دیدنی ہوتی ہے۔ ایسے میں والد تو بے فکری کی چادر تانے خواب استراحت کے مزے لیتا ہے لیکن ماں ساری ساری رات پریشانی اور فکر مندی کے اندھیروں میں صبر کا پیکر بنے ہوئے آنکھوں میں گزار دیتی ہے بچے کے علاج معالجے اور غور و پرداخت میں ایک ایک لمحہ گزارنا اس کے لئے سوہان روح ہوتا ہے۔

یہ بات اپنی جگہ درست کہ باپ سارا دن فکر روزگار میں مارا مارا پھرتا ہے اور بیمار بچے کے دوا دارو میں کوئی کسر نہیں اٹھائے رکھتا لیکن ماں کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ایک اور مقام و مرتبہ کے ذیل میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا۔

ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصلہ ثلثون شھرًا

اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔

اس ارشاد باری تعالیٰ میں والدین کے ساتھ احسان کرنے کے حکم کو تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مگر اس کے فوراً بعد ماں کی ان تکلیفوں کا ذکر کیا گیا جو وہ بچے کو حمل اور وضع حمل کے دوران اور اس کے بعد برداشت کرتی ہے۔ اس میں دو سال تک بچے کو دودھ پلانے کے مرحلے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ حملتہ امہ کرھا کے الفاظ انسان کو اس زمانے کی طرف متوجہ کرتے ہیں جب اس کی ماں اسے پیٹ میں سنبھالا دیئے ہوئے تھی اور ووضعتہ کرھا میں پیدائش کی تکلیف اور دردزہ کی طرف اشارہ ہے یعنی اس نے انتہائی جان لیوا تکلیف کی حالت میں اسے جنا اور پھر ان دونوں زمانوں کو ملا کر وحملہ وفصلہ ثلثون شھرًا کا ذکر کیا گیا۔ گویا انسان کو خبردار کیا گیا کہ اے ماں کی قدر ناشناسی کرنے والے ظالم ذرا دیکھ کہ اپنی جان کو تیری جان کے لئے وقف کر دینے کا زمانہ جو تیس مہینوں پر مشتمل ہے اس عرصہ میں وہ فقط تیری نشوونما کی خاطر کتنی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتی رہی۔ یہ چند دنوں یا ایک دو مہینے کی بات نہیں پورے تیس ماہ اس نے اپنی جان تیرے آرام و آسائش کے لئے کھپائے رکھی اور اپنے آپ کو مسلسل بے آرامی اور بے سکونی کی حالت میں مبتلا کئے رہی۔ اب بھی اگر تو اس کے حقوق کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے مقام و مرتبہ کی اہمیت سے بے خبر ہے تو حیف ہے تیری عقل و دانش، علم و فکر اور تیری انسانیت پر۔

اگر کوئی انسان اللہ کریم کے فرمان کے مطابق اپنی تخلیق کے اس ابتدائی زمانے کی طرف ہی نگاہ کر لے تو وہ لامحالہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اپنی ماں کی پرورش کے ایک دن کا بھی حق عمر بھر ادا نہیں کر سکتا۔

ماں کی اہمیت کے بارے میں فرمان محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

قرآن مجید میں ماں کے حق کو صراحت و تاکید سے بیان کیا گیا ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ایک متفق علیہ حدیث سے اس کی مزید تائید و وضاحت ہوتی ہے۔

ایک صحابی نے راحتِ دو جہاں ﷺ سے پوچھا کہ آقا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد مجھ پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ رحمتِ دو جہاں ﷺ نے اس سوال کرنے والے صحابی سے فرمایا کہ تیری ماں کا۔ اس صحابی نے پھر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد کس کا حق ہے؟ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں کا۔ وہ صحابی عرض کرنے لگا آقا یہ تو ٹھیک ہے مگر اس کے بعد کس کا حق ہے؟ محبوب کریم ﷺ نے تیسری بار بھی یہی ارشاد فرمایا کہ تیری ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اس صحابی نے جب چوتھی بار یہی سوال دہرایا تو جانِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد تیرے باپ کا حق ہے۔

گویا اس فرمانِ محبوب کریم ﷺ کی رو سے ماں کو حقوق کے ضمن میں باپ سے تین درجے مقدم رکھا گیا ہے اور باپ کا حق ماں کے چوتھے درجے پر آتا ہے۔ محبوبِ کبریا ﷺ کا ارشاد گرامی قرآن کریم کے اس ارشاد کی توضیح و تشریح میں ہے۔ جس میں بڑی تاکید اور شدومد کے ساتھ حقوقِ والدین کے ذیل میں ماں کے حق کی اہمیت کو جتلایا گیا ہے۔

ایک اور فرمانِ محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

یہ حدیث پاک اس سے پہلے بھی بیان کی جا چکی ہے لیکن اب اسے ایک مختلف آغاز سے بیان کیا جارہا ہے۔روایت یوں ہے۔

ایک صحابی جانِ کائنات ﷺ کی خدمتِ اقدس میں جہاد میں شرکت کی اجازت حاصل کرنے حاضر ہوا تو محبوب کبریا ﷺ نے روایت کے الفاظ کے مطابق' صحابی سے پوچھا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے؟ صحابی نے عرض کیا کہ راحتِ دوجہاں ﷺ زندہ ہے۔اس پر جانِ کائنات ﷺ نے اس صحابی سے فرمایا۔جاؤ اپنی ماں کی خدمت بجالاتے رہو کہ اس سے تمہیں حج کا ثواب ملے گا' عمرے کا ثواب بھی ملے گا اور جہاد کا ثواب بھی ملے گا۔صحابی نے تو فقط جہاد کی بات کی تھی مگر محبوب کبریا ﷺ نے تینوں چیزیں بیان فرمادیں کہ اگر تو ماں کی خدمت کی توفیق حاصل کرلے تو اس سے تجھے جو اجر ملے گا وہ حج' عمرہ اور جہاد تینوں کے برابر ہوگا۔

اس سے اس مسئلے کا استنباط ہوتا ہے کہ اگر کسی کے ماں باپ ضعیف یا بیمار ہوں اور جوان اولاد کے سوا ان کی خدمت کے لئے اور کوئی نہ ہو اور کوئی دوسرا ان کی خبر گیری کرنے والا نہ ہو تو حج' عمرہ اور جہاد کی بجائے انہیں اپنے ماں باپ کی خدمت گزاری کو مقدم جاننا چاہیے۔یہ وہ قابلِ توجہ نکتہ ہے جسے آج حرز جاں بنالینے کی ضرورت ہے۔

☆ احادیث میں ایک اور روایت یوں مذکور ہے کہ راحتِ دوجہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ایک شخص نے سوال عرض کیا کہ میں شریک جہاد ہونا چاہتا ہوں مجھے اجازت مرحمت فرمائیے۔راحتِ دوجہاں ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس کے اثبات میں جواب دینے پر محبوب دوجہاں ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ جا اپنی ماں کے قدم پکڑ لے کہ یہی تمہیں جنت لے جائیں گے۔بڑھاپے میں ماں کو اپنی جوان اولاد کی ضرورت کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔بیٹے کا اپنی ماں کی خدمت میں رہنا جہاد سے کہیں مقدم اور افضل ہے۔

ماں کا حق زیادہ ہے

اولاد پر اگرچہ ماں باپ دونوں کا حق زیادہ ہے۔مگر ماں کا حق والد سے بڑھ کر ہے۔بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ جب محبوب کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہمارے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا:

امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال ابوك۔

تیری والدہ پھر پوچھا اس کے بعد فرمایا تیری والدہ پھر پوچھا اس کے بعد فرمایا تیری والدہ۔چوتھی مرتبہ پوچھا تو فرمایا تیرا والد۔

غور کیا۔تین مرتبہ محبوب دوجہاں ﷺ نے احسان اور حسن سلوک کی سب سے زیادہ حق دار ماں کو قرار دیا اور چوتھی دفعہ باپ کو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نو ماہ تک حمل کا بوجھ اٹھاتی اور جننے کی مشقت و تکلیف برداشت کرتی ہے۔پھر دو سال تک بچے کو دودھ پلاتی ہے۔یہ دودھ کیا ہے؟ دراصل اس کا خون ہے جو اس کو خوشی خوشی پلاتی ہے۔پھر اپنے پاس سلاتی' اس کا بول براز دھوتی ہے۔اگر وہ پیشاب کردے تو گیلی جگہ خود سوتی

ہے اور خشک جگہ بچے کو سلاتی ہے۔ ساری ساری رات اس کی بیماری کا غم سہتی اور ہزار ہا تکالیف برداشت کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے والدہ کا حق اولاد پر زیادہ رکھا ہے۔

☆ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے محبوب کبریا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ عورت پر سب سے زیادہ کس کا ہے۔ فرمایا کہ اس کے خاوند کا۔ پھر میں نے عرض کیا:

ای الناس اعظم حقًا علی الرجل قال امه.

مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے۔ فرمایا اس کی والدہ کا۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا وہ بوسہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے حجاب ہوگا۔

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اپنی ماں کے پیروں سے چمٹے رہو، جنت وہیں ہے۔

عبرت آموز مکالمہ

ایک مرتبہ ایک آدمی محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ یارسول اللہ ﷺ میری ماں بدمزاج ہے۔ راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ جب نو مہینے تک مسلسل وہ تجھے پیٹ میں لیے پھری اس وقت تو یہ بدمزاج نہ تھی۔ وہ شخص بولا حضرت میں سچ کہتا ہوں وہ بدمزاج ہے۔ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ رات بھر تیری خاطر جاگتی تھی۔ اور اپنا دودھ پلاتی تھی اس وقت تو یہ بدمزاج نہ تھی۔ اس آدمی نے کہا کہ میں ان سب باتوں کا اپنی ماں کو بدلہ دے چکا ہوں۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا بدلہ دے چکا ہے بھلا؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کاندوں پر بٹھا کر اس کو حج کرایا ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے فیصلہ کن جواب دیتے ہوئے فرمایا کیا تو اسے دردزہ کی تکلیف کا بدلہ بھی دے سکتا ہے جو تیری پیدائش کے وقت اس نے اٹھائی تھی۔

یہ حدیث صاف صاف بتاتی ہے کہ حسن سلوک اور خدمت واطاعت کے لحاظ سے ماں کا درجہ باپ سے زیادہ ہے۔ صحابی نے بار بار پلٹ پلٹ کر سوال کیا اور محبوب کریم ﷺ یہی جواب دیتے رہے کہ تمہارے حسن سلوک کی مستحق سب سے زیادہ تمہاری ماں ہی ہے۔ چوتھی بار محبوب کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے نیک سلوک کا مستحق تمہارا باپ ہے۔

☆ حضرت ابن بطال بڑے لطف کی بات فرماتے ہیں: ''خدمت وسلوک میں ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے اس لئے کہ بچے کے سلسلے میں ماں نے تین ایسی خدمتیں سرانجام دی ہیں جن کا ایک باپ تصور بھی نہیں کرسکتا۔ حمل کے دوران ماں بچے کو اٹھائے اٹھائے پھری۔ پھر ولادت کی تکلیفیں سہیں، پھر اپنا دودھ پلایا، قرآن حکیم میں بھی انہیں تین اہم خدمتوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ پھر تربیت، پرورش میں ماں باپ دونوں برابر ہیں۔ اس لئے دونوں کے ساتھ سلوک کی تاکید ہے۔

جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص ماں کی خدمت واطاعت میں تو سرگرمی سے مشغول رہے لیکن باپ سے بالکل بے پروا ہو جائے۔ جہاں تک ادب و تعظیم کا تعلق ہے باپ اس کا زیادہ مستحق ہے اور باپ سے بے تعلق ہونا یا اس کے ساتھ گستاخی اور توہین آمیز رویہ اختیار کرنا کسی طرح بھی مومنانہ طرز فکر نہیں ہے۔ دونوں ہی کے ساتھ نیک سلوک کی تاکید کی

گئی ہے۔البتہ معاملات میں اس حقیقت کو یاد رکھیں کہ ماں کی کمزور ہستی کے احسانات آپ پر بہت زیادہ ہیں اور ان کا تقاضا ہے کہ آپ ماں کو سب آرام پہنچائیں و ماں کی اطاعت میں ہرگز کوتاہی نہ کریں اور اس کے ممتا بھرے دل کو کبھی دکھی نہ ہونے دیں۔ جس طرح ماں نے بچپن میں آپ کے نازک جذبات کا ہر طرح خیال رکھا۔اسی طرح آپ بھی کسی وقت ماں کے جذبات کو ٹھیس نہ لگنے دیں۔

ماں کی ممتا کا خیال

محبوب کبریا ﷺ کے ظاہری زمانے میں کسی صحابی نے کسی بات پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور چاہا کہ اپنا بچہ بھی اس سے لے لیں۔ ماں کا برا حال تھا۔ایک تو شوہر کے چھوٹنے کا صدمہ دوسرا یہ غم کہ یہ جگر کا ٹکڑا غم غلط کرنے کا سہارا بھی چھن جائے گا۔غم سے نڈھال پریشاں حال محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنی ساری بپتا بڑے ہی درد بھرے الفاظ میں سنائی۔

''اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور میں ان کی سرپرستی سے محروم ہوگئی۔اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ میرا پیارا بچہ ہے۔میرا پیٹ اس کی آرام گاہ ہے۔میری چھاتیاں اس کا مشکیزہ ہیں اور میری گود اس کا گھروندا ہے۔مجھے اس سے آرام ہے۔

اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں اس صدمے کو کیسے برداشت کروں گی۔

محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا قرعہ اندازی کرلو۔باپ نے آگے بڑھ کر کہا اے محبوب کریم ﷺ یہ میرا بچہ ہے۔میرے بچے کا بھلا اور کون دعویدار ہوسکتا ہے! آپ نے لڑکے کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں ہے۔بیٹے تم جس کا چاہو ہاتھ پکڑلو۔لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔

محبوب کریم ﷺ نے لڑکے کی ماں سے فرمایا۔جاؤ جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم سے کوئی اس کو چھین نہیں سکتا۔

ماں کی فرمائش کا خیال

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں کھجور کی قیمتیں بہت چڑھ گئی تھی۔حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ کھجور کے درخت میں شگاف کر کے جمار نکال رہے ہیں۔حیرت سے پوچھا' حضرت مہنگائی کا یہ زمانہ اور تم کھجور میں سے جمار نکال کر درخت کو بے کار کر رہے ہو۔آج کل تو کھجور کے درخت کی بڑی قیمت ہے۔فرمایا' بھائیو تمہیں کیا بتاؤں میری ماں نے مجھ سے جمار کی فرمائش کی تھی۔بھلا ماں کی فرمائش بھی ٹھکرائی جاسکتی ہے؟

ماں کا ادب

حضرت محمد ابن سیرین مشہور تابعی بزرگ ہیں۔فقہ و حدیث کے امام مانے جاتے ہیں۔آپ کی والدہ محترمہ حجاز کی رہنے والی تھیں۔حضرت والدہ کے ادب واحترام اور شوق کا انتہائی خیال رکھتے تھے۔جب کبھی والدہ کے لئے کپڑا خریدتے تو کپڑے کی نرمی اور خوبصورتی پر نگاہ رہتی۔عید کے لیے تو اپنے ہاتھ سے ماں کے لئے کپڑے رنگتے۔ماں کے ادب واحترام کا حال یہ تھا کہ کبھی ماں کے سامنے اونچی آواز میں نہ بولتے۔اس

طرح ماں سے گفتگو کرتے کہ جیسے کوئی راز کی بات کہہ رہے ہوں۔

ماں کے ساتھ سلوک

حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ حضرت میں نے ایک جگہ اپنی شادی کا پیغام بھیجا لیکن لڑکی نے انکار کر دیا ایک دوسرے آدمی نے اپنا پیغام بھیجا لڑکی نے منظور کر لیا۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی غیرت آئی اور میں نے جذبات سے بے قابو ہو کر عورت کو مار ڈالا۔ حضرت بتایئے اب میرے لئے بھی توبہ کی شکل ہے حضرت عبداللہؓ نے اس سے پوچھا یہ بتاؤ کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ وہ آدمی بولا حضرت ماں کا انتقال ہو چکا ہے۔ تو آپ نے فرمایا جاؤ سچے دل سے توبہ کرو اور جہاں تک ہو سکے ایسے کام کرو جس سے اللہ رحیم و کریم کا قرب رضا حاصل ہو۔

☆ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور پوچھا یہ تو بتایئے اس آدمی سے آپ نے یہ کیوں پوچھا کہ تمہاری ماں زندہ ہے؟ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ اللہ رحیم و کریم کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ماں کے ساتھ نیک سلوک سے بڑھ کر مجھے نہیں معلوم کہ کوئی ایسا عمل بھی ہو سکتا ہے۔

☆ اسی طرح کا ایک واقعہ راحتِ دو جہاں ﷺ کے ظاہری زمانے میں بھی پیش آیا۔ ایک شخص محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے محبوب ﷺ میں ایک بہت بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں اے اللہ کے محبوب ﷺ میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ممکن ہے؟ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا کہ محبوب دو جہاں ﷺ میری ماں کا تو وصال ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے پوچھا اچھا تمہاری خالہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خالہ کے ساتھ نیک سلوک کر۔

اس واقعہ سے ماں کی عظمت اور ماں کی دینی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی آدمی بڑے سے بڑا گناہ کر لے تو اس کے عذاب سے بچنے اور اللہ رحیم و کریم کو خوش کرنے کی شکل راحتِ دو جہاں ﷺ نے بتائی کہ ماں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور یہ اللہ رحیم و کریم کی رحمت کی انتہا ہے کہ اگر ماں انتقال کر گئی ہو تو ماں کی بہن کے ساتھ سلوک کر کے آدمی اپنی آخرت بنا سکتا ہے۔

رضاعی ماں کے ساتھ سلوک

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رأيت النبي ﷺ يقسم لحما بالجعرانة اذا قبلت امرأة حتیٰ دنتا الی النبیؐ فبسط لها رداء فجلست عليه فقلت من هي؟قالو هي امه التي ارضعته۔

میں نے جعرانہ میں محبوب کریم ﷺ کو دیکھا کہ گوشت بانٹ رہے تھے۔ اتنے میں ایک خاتون آئیں اور راحتِ دو جہاں ﷺ کے قریب چلی گئیں تو آپ نے اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحبہ ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ جانِ کائنات ﷺ کی ماں ہیں۔ انہوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

اپنی حقیقی ماں کے علاوہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا ہے وہ اس کی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔ محض دودھ

پلانے سے کوئی عورت حقیقی ماں تو نہیں بن جاتی لیکن بعض معاملات میں اس کا درجہ وہی ہو جاتا ہے جو حقیقی ماں کا ہے۔ نکاح اور پردے کے معاملے میں اسلام نے رضاعی ماں کو وہی مقام دیا ہے جو حقیقی ماں کا ہے۔ اور رحمتِ دو عالم ﷺ کے اس واقعہ سے بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ رضاعی ماں کے ساتھ حقیقی ماں کی طرح نیک سلوک کریں۔ اس کی خدمت بجالائیں اور ہر طرح اس کا ادب و احترام کریں۔

والدین سے حسن سلوک کرنے والے کی اولاد بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کرے گی

جو شخص اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک ادب و احترام اور فرمانبرداری کرے گا اس کی اولاد بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کرے گی اور اگر کوئی اپنے والدین سے حسن سلوک نہیں کرتا تو اپنی اولاد سے حسن سلوک کی توقع نہ رکھے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا تم دوسروں کی بیویوں کے معاملے میں پاک دامن ہو ایسا کرنے سے تمہاری بیویاں پاک دامن رہیں گی۔

تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ بہتر سلوک کرے گی۔

اور جس شخص کے پاس اس کا مسلمان بھائی معذرت خواہی کے لیے آئے تو اس کی معذرت قبول کرلے خواہ وہ حق پر ہے یا ناحق پر۔ اگر ایسا نہ کیا یعنی معذرت قبول نہ کی تو میرے پاس حوض کوثر پر نہ آئے۔

خدمتِ والدین جہاد سے افضل ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص راحت دو جہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ راحتِ دو جہاں ﷺ نے پوچھا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا ان کی خدمت کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رحمتِ دو جہاں ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم نے سرز مین شرک سے ہجرت کر لی تھی لیکن جہاد باقی ہے۔ کیا یمن میں تمہارا کوئی عزیز ہے؟ عرض کیا میرے والدین ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے تم کو اجازت دی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تم واپس لوٹ جاؤ اور ان سے اجازت لو۔ اگر وہ اجازت دیں تو جہاد میں شرکت کر لینا ورنہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے خدمت کرتے رہنا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ راحتِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔

لنومك على السير بين والديك وتضحكهما و يضحكا نك افضل من جهاد بالسيف فى سبيل الله.

والدین کے درمیان اولاد اس طرح سونا کہ وہ انہیں خوش کر رہا ہو اور وہ اسے خوش کر رہے ہوں۔ تو یہ عمل اللہ کے راستے میں تلوار کے ساتھ جہاد سے افضل ہے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی اطاعت شعار فرزند اپنے والدین کو ایک بار نگاہ مہر ورحم سے دیکھے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک مقبول حج لکھے گا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خواہ ہر دن سو بار دیکھے! فرمایا ہاں! اللہ بہت بڑا اور طیب ہے۔

ماں باپ کو رلانا ناپسند ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں ہجرت کرنے کے لیے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔اور میں نے اپنے والدین کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ دونوں رو رہے تھے۔آپ نے فرمایا کہ ان کی خدمت میں واپس جااں کو اسی طرح ہنسا جس طرح تو نے انہیں رلایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ والدین کو پریشان رکھنا اور رلانا کبیرہ گناہ ہے۔والدین کو رلانا والدین کی نافرمانی ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

والدین کو خوش رکھنے والوں کے لئے جنت کی بشارت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے حبیب جانِ کائنات ﷺ نے فرمایا ہر وہ شخص جو اس حال میں صبح کرے کہ اس کے والدین اس سے خوش ہوں:

اصبح له بابان مفتوحان من الجنه۔

تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

خدمت کرنے والے کی عمر میں برکت

حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ جانِ کائنات ﷺ نے فرمایا۔

من بروالديه طوبى له زاد الله عزوجل فى عمره

جو والدین کی تابعداری کرتا ہے اسے مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔

☆ حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ اپنے والدین کا احترام کیا کرو۔

فانه من وقروالديه مدرت فى عمره و وهبت له ولدًا يبره و من عق والديه قصرت عمره و وهبت ولدًا يعقه۔

کیونکہ جو والدین کا احترام کرے گا میں اس کی عمر میں اضافہ کرتا ہوں اور اسے ایسی اولاد دیتا ہوں اور اس کی اولاد بھی اس کی نافرمانی نہیں کرتی۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چاہے کہ اللہ رحیم وکریم اس کی عمر میں برکت دے اور اس کا رزق بڑھائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اپنے رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھے۔

دس حج کا ثواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

جو ماں باپ کی طرف سے حج کرے۔ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور اسے دس حج کا ثواب

زیادہ حاصل ہوگا۔

والدین کی طرف سے صدقہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا:
جب تم سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو وہ اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے۔اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس شخص کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

والدین کی ایک گھڑی کا حق ادا نہیں ہوسکتا

اولاد والدین کی جتنی بھی خدمت کرے کم ہے ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ راحتِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔

لا یجزی ولد والده

اولاد اپنے والدین کا بدلہ چکا نہیں سکتی۔

☆ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنی والدہ کو اٹھا کر طواف کروار ہا تھا۔طواف کے بعد اس نے راحتِ دو جہاں ﷺ سے عرض کیا۔

هل ادیت حقها

کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟ جانِ کائنات ﷺ نے فرمایا۔

لا ولا بزفرة واحدة

نہیں تیری ولادت کے وقت جو تکلیف کے لمحات آئے ان میں سے ایک لمحہ کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ تشریف فرما تھے کہ ایک یمنی شخص آیا۔

یطوف بالبیت حمل امه وراء ظهره۔

اس نے اپنی والدہ کو پشت پر اٹھائے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔اس کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا اے ابن عمر

اترانی جزیتها

کیا خیال میں نے ان کا حق ادا کر دیا۔
آپ نے فرمایا۔

لا ولا یزفرة واحدة

نہیں ان کی ایک تکلیف کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔

☆ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے راحت دو جہاں ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ایک راستہ میں ایسے گرم پتھروں کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب ہو جاتا میں نے اپنی والدہ کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں اب اس کے حق سے بری ہو گیا ہوں یا نہ؟ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔

لعله ان یکون بطلقة واحدة

تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ یہ بن جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور والدہ کا ادب

حضرت ابومرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ سواری پر مقام عقیق گیا۔ جب آپ اپنی والدہ کے ہاں پہنچے۔

صاح باعلى صوته عليك السلام ورحمة الله و بركاته يا امتاه.

توبلند آواز سے والدہ کی خدمت میں عرض کیا اے میری والدہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی برکتیں، سلامتی اور رحمتیں نازل ہوں۔

جواباً والدہ نے بھی سلام کہا۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا اے میری ماں

رحمك الله كما ربيني صغيرًا

اللہ تعالیٰ آپ پر اسی طرح رحم فرمائے جس طرح تم نے مجھ پر بچپن میں رحم کیا۔ والدہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا اے بیٹے

نجزاك الله غيرًا و رضى عنك كما بررتني كبيرًا

تجھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ تجھ سے اسی طرح راضی ہوں جس طرح تو نے بڑے ہوکر مجھ سے نیکی کی ہے۔

والدہ کے لئے دعا

امام محمد ابن سیرین کہتے ہیں کہ ایک رات ہم حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے یہ دعا کی۔

اللهم اغفر لابى هريرة و لامى ولمن استغفرلهما.

اے اللہ ابو ہریرہ، اس کی والدہ اور ہر اس شخص کو معاف فرمادے جس نے ان دونوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔

☆ امام ابن سیریں کہتے ہیں ہم بھی ان دونوں کے لئے دعا کرتے ہیں تا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی دعا میں ہم بھی شامل ہو جائیں۔

والدہ کے وصال کے بعد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی خدمت میں مصروفیت کی وجہ سے حج نہ کیا۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو پھر حج ادا کیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے۔

ان ابا هريرة كم يكن يحج حتى ماتت امه. ''حضرت ابو ہریرہؓ نے والدہ کے وصال کے بعد حج کیا۔''

امام حسن رضی اللہ عنہ اور ماں کا ادب

امام حسن رضی اللہ عنہ نے کبھی اپنی والدہ ماجدہ سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھ کر اکٹھے کھانا نہ کھایا جب والد نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میں آپ سے پہلے لقمہ

منہ میں نہ ڈال لوں اور یہ بے ادبی نہ ہو جائے۔

ماں کے ادب کا عجیب واقعہ جس سے ولایت مل گئی

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بایزید کو اولیاء میں وہ مقام حاصل ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو فرشتوں میں ہے یہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا۔اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہ تھا چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا مگر میری آمد و رفت میں تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی پیالے میں برف بن گیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا تم نے پانی رکھ دیا ہوتا اتنی دیر کھڑا رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پئیں اور آپ کو تکلیف پہنچے یہ سن کر انہوں نے مجھے دعائیں دیں اور اسی طرح ایک رات والدہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم داہنا پٹ کھولوں یا بایاں کیونکہ اگر والدہ کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہو گا۔

چنانچہ ان ہی خدمتوں کی برکت سے مجھے یہ مراتب حاصل ہوئے ہیں۔

☆ استاد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میں نے رات کو خواب میں آپ کی داڑھی شریف جوہر و یاقوت سے بجی ہوئی دیکھی ہے تو فرمایا تیرا خواب سچا ہے کہ میں نے کل اپنی داڑھی اپنی ماں کے قدموں کے تلوؤں سے لگائی تھی۔

جنت میں اڑنے والے بزرگ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو بزرگان دین نے انہیں خواب میں جنت میں اڑتے دیکھا زبان پر اللہ کا ذکر جاری ہے ان سے پوچھا یہ مرتبہ کس عمل کے سبب ملا ہے تو ارشاد فرمایا:

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے اور سختیوں پر صبر کرنے سے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ماں کا ادب

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کی بے حد دلجوئی فرماتے تھے کوئی مسئلہ پوچھنا ہوتا تو آپ کی والدہ فرماتیں کہ میں تو فلاں بزرگ کے فتوے پر زیادہ یقین کروں گی۔امام صاحب انہیں گھوڑی پر سوار کرتے اور خود ساتھ ہو لیتے۔وہ بزرگ کہتے کہ نعمان بن ثابت! آپ تو امام وقت ہیں آپ خود ہی اپنی والدہ کو مسئلہ بتا دیا کریں مگر وہ جواب دیتے کہ والدہ کی تسلی آپ کے بتانے میں ہے۔لہٰذا ان کی دلجوئی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

حج سے بہتر ماں کی خدمت ہے

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کسی بزرگ نے حج کی نیت کی کہ خانہ کعبہ کی زیارت کرے۔ جب وہ بغداد پہنچا تو ایک رات خواب میں محبوب دو جہاں ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ واپس ہو جا۔ تیرے گھر میں حج ہے یعنی تیری ماں گھر میں موجود ہے اس کا حق بجالا کہ وہ تیرے لئے حج سے بہتر ہے اور اس کی رضا طلب کر۔ اس وقت وہ بزرگ وہاں سے واپس ہو کر ماں کی خدمت میں آئے اور اس سعادت کو غنیمت جانا۔

حضرت اویس قرنی اور ماں کی محبت

امام عاشقاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے' جو یمن کے علاقہ قرن کے رہنے والے تھے۔ راحتِ دو جہاں ﷺ کا زمانہ پایا اور ایک دو سال نہیں بلکہ پورے بیس سال محبوب کریم ﷺ کے وصال مبارک تک آپ کے بے مثال عہد مبارک میں رہنے کے باوجود وہ عشاقِ مصطفوی کا امام آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں زیارت سے محروم رہنے کی وجہ سے شرف صحابیت سے محروم رہا۔

صحابی ہونا اتنا بڑا اعزاز ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا قطب' غوث حتیٰ کہ سیدنا غوثِ اعظم بھی صحابیت کے درجے میں کسی کے مقابلے اور ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ خواہ کسی کو ہر روز خواب یا عالم بیداری میں راحت جان ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہو پھر بھی وہ ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ صحابی وہ ہوتا ہے جسے خواہ ایک لمحے کے لئے محبوب کریم ﷺ کی زیارت کا شرف آپ کی ظاہری زندگی کے دوران حالتِ ایمان میں حاصل ہو گیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جو راحتِ دو جہاں ﷺ کی حیات طیبہ میں اپنی زندگی کے بیس سال گزارنے کے بعد بھی شرف صحابیت سے بہرہ ور نہ ہو سکے۔ مومن تو تھے ہی وہ عاشق صادق اور اس بات سے بھی بخوبی آگاہ تھے کہ محبوب کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک انہیں صحابیت کے مرتبے پر فائز کر سکتی ہے جس سے ان کا مقام تابعیت کے درجے سے اونچا ہو جائے گا مگر انہوں نے اپنی ضعیف ماں کی خدمت کی خاطر شرفِ صحابیت سے محروم ہونا گوارا کر لیا اور جیتے جی ماں کے قدموں سے دوری اختیار نہ کی۔ ماں کی خدمت گزاری میں بدستور لگے رہنے کا حکم بھی محبوب کریم ﷺ کا حکم تھا جس کی تعمیل میں وہ زندگی بھر ماں کی خدمت میں محو رہے اور تا دم آخر ماں کی خدمت گزاری کو مرتبہ' صحابیت کے حصول پر ترجیح دیتے رہے۔

ایک بار وہ عاشقِ زار اپنی ماں کی اجازت سے شوقِ دید سے سرشار ہو کر اپنے محبوب کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے لیکن ماں کا حکم تھا کہ اگر جانِ کائنات ﷺ گھر میں تشریف فرما ہوں تو مل لینا ورنہ ہوں تو پھر انتظار نہ کرنا اور واپس پلٹ آنا۔ اتفاق کی بات تھی کہ محبوب دو جہاں ﷺ اس وقت جب حضرت اویس ؓ درِ دولت پر پہنچے' گھر سے کہیں تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ وہ محبوب کریم ﷺ کے نام یہ پیغام چھوڑ کر واپس لوٹ آئے کہ آپ کا اویس زیارت کے لئے حاضر ہوا تھا مگر چونکہ ماں کی طرف سے انتظار کرنے کی اجازت نہ تھی اس لئے بغیر ملاقات کے لوٹ کر جا رہا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جس طرح ماں کی خدمت کا حق ادا کیا وہ تاریخ انسانیت کا ایک نادر الوقوع واقعہ ہے جس کی نظیر ملنا محال ہے۔ اگر کوئی ہم جیسا کور ذوق اور کوتاہ اندیش ہوتا تو مدینہ شریف پہنچ کر کچھ عرصہ اور قیام کر لیتا کہ چلو اتنی طویل مسافت طے کر کے پہنچے ہیں' دیدارِ جاناں سے شادکام ہو کر لوٹتے

ہیں۔ ذرا سوچیئے کہ عاشق اویس قرنی رضی اللہ عنہ جیسا ہو اور چند لمحوں کے توقف کے بعد دیدار یار بھی میسر آ سکتا ہو مگر چونکہ ماں کا حکم تھا کہ اگر نہ ملیں تو بغیر انتظار کے پلٹ آنا۔ اس لئے حکم کے آگے بلا چوں وچرا اں سر تسلیم خم کر دیا اور واپس چلے آئے۔

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا رفیع مقام

ماں کی خدمت کے عوض حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جو مقام و مرتبہ عطا ہوا اس کا اندازہ بھی ہم جیسے دنیادار نہیں لگا سکتے۔ اگر چہ انہیں محبوب کریم ﷺ کا ظاہری دیدار اور صحبت میسر نہ آئی تھی مگر پھر بھی ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ محبوب کریم ﷺ اپنی صحبت میں رہنے والوں سے حضرت اویسؓ کے فضائل اور درجات بیان کیا کرتے تھے۔ محبوب کریم ﷺ اپنے صحابہ کو بتاتے کہ میرے اویسؓ کی یہ علامت ہے۔ اس کے فلاں ہاتھ پر داغ ہے اور اس کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ اس کی دعا سے میرے لاکھوں امتیوں کی بخشش و شفاعت ہوگی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب ماں کی خدمت کے باعث شرف صحابیت سے محروم رہنے والے اویسؓ کے فضائل و اوصاف کا حال سنتے تو ان کے دل میں موصوف کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوتا۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اس خواہش کا اظہار کیا اور پوچھا کہ کیا ہماری نگاہیں اویسؓ کو دیکھ پائیں گی؟ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تم دونوں میرے اویس کو دیکھ سکو گے۔ محبوب کریم ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آ گیا۔

حج کے دنوں میں عرب کے دور و نزدیک سے لوگ حج کرنے کے لئے مکہ آئے۔ شیخین کریمین سے آنے والے لوگوں کے مختلف وفود سے ملتے اور اس خیال کے تحت کہ اویسؓ بھی دوسرے لوگوں کے ہمراہ حج کرنے کے لئے آئے ہوں گے' ایک ایک وفد سے پوچھتے کہ کیا تم میں سے اویسؓ نامی شخص بھی موجود ہے۔ وہ کہتے کہ ہم میں اس نام کا کوئی شخص نہیں۔ ہر وفد کا یہی جواب تھا کہ وہ کسی اویس کو نہیں جانتے۔ لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور علی شیرِ خدر ضی اللہ عنہ ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جو دیوانہ ہے اور آبادیوں سے دور جنگلوں' ویرانوں میں رہتا ہے جب شہر میں آتا ہے تو لڑکے بالے اسے پتھر مارتے ہیں۔ جب انہوں نے علامات بتائیں تو لوگ کہنے لگے کہ ہاں قرن شہر سے کچھ دور ویرانے میں اس نام کا ایک شخص رہتا ہے۔ لیکن وہ تو دیوانہ ہے جو ہنسنے پر آئے تو ہنستا ہی چلا جاتا ہے اور رونے پر آئے تو روتا رہتا ہے۔ حج کے بعد دونوں حضرات یمن گئے اور کھوج لگاتے لگاتے اس ویرانے میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں جن پر بھیڑیئے پہرہ دے رہے ہیں۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنا تعارف کرایا۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرا وہ تحفہ مجھے دے دو جو میرے محبوب کریم ﷺ نے آپ کے ہاتھ بھیجا تھا۔ یہ وہ جبہ تھا جو محبوب کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا تھا کہ تم جب میرے اویس سے ملنا تو میری طرف سے یہ تحفہ انہیں پیش کر دینا۔

یہ ملاقات بھی عجیب ملاقات تھی دونوں اصحابؓ ان سے مختلف باتیں پوچھتے مگر اویس تھے کہ ہیر پھیر کر کے موضوع کو اپنے محبوب کریم ﷺ کی طرف لے جاتے اور پوچھتے کہ مجھے میرے محبوب ﷺ کی کوئی بات بتاؤ وہ کیسے اٹھتے بیٹھتے تھے' باتیں کس طرح کرتے تھے اور کیسے دیکھتے تھے؟ وہ تو محبوب کریم ﷺ کا دیوانہ

تھا۔ محبوب کریم ﷺ کی ادائیں ہی پوچھتا رہا۔ اچانک حضرت اویسؓ نے دونوں سے ایک ایسا سوال پوچھ لیا جسے سن کر وہ حیرت و استعجاب میں ڈوب گئے۔ حضرت اویسؓ نے پوچھا کیا تم نے میرے محبوب کا چہرہ دیکھا ہے؟

وہ کہنے لگے کہ ہم تو زندگی بھر محبوب کریم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اور زیادہ سے زیادہ وقت محبوب کریم ﷺ کی صحبت میں گزارا ہے۔

حضرت اویسؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے کہنے لگے آپ نے جو دیکھا ہے۔ وہ دراصل میرے محبوب کا عکس تھا۔ وہ تو محض ان کے پیکر کا سایہ اور پرتو تھا۔ اللہ نے محبوب کریم ﷺ کا اصل رُخ تو کسی کو دیکھنے ہی نہیں دیا اور اسے پس پردہ رکھا ہے۔

آخر میں ہم اس گفتگو کا ماحاصل اور لب لباب بیان کرتے ہیں کہ ماں کی خدمت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں اور یہ سارے درجات اور فضیلتیں اسی زینے سے حاصل ہوتی ہیں۔ محترم قارئین کرام اگر نماز، روزہ اور حج جیسی عبادات میں کوئی کمی بھی واقع ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر ماں کی خدمت میں تساہل اور غفلت برتنے سے انسان کے سارے اعمال اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔ عبادتیں اپنی جگہ بجا لیکن ماں کی خدمت کا کوئی اور بدل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے راحتِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الجنة تحت اقدام الامهات

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

جس سے پتہ چلتا ہے کہ ساری عبادتیں مل کر بھی ماں کی خدمت کے پاسنگ نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ مرتے دم تک اس حق کی ادائیگی میں ہمہ وقت مستعد رہیں۔

والدین کی وفات کے بعد سلوک کی صورتیں

اب تک ہماری گفتگو زندہ والدین کے بارے میں تھی۔ اگر والدین فوت ہو چکے ہوں تو پھر والدین کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جائے۔ اب اس حوالے سے کچھ گزارشات پیش کی جاتیں ہیں۔

ماں باپ نے بچے کی پرورش اور تربیت میں جو زحمتیں اٹھائی ہیں اور شب و روز خدمت کی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ ایک غلام کی طرح عمر بھر بھی ان کی خدمت کرتے رہیں تب بھی ان کی خدمت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مومن زندگی بھر ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے لیکن جب ماں باپ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو وہ یہی سوچتا ہے کہ ہائے میں کچھ نہ کر سکا۔ اور چاہتا ہے کہ کچھ ایسی صورت پیدا ہو کہ میں ان کی وفات کے بعد ان کی روح کو خوش کر سکتا اور اپنے جذبات کی تسکین کا سامان کر سکتا۔ یہی مومنانہ جذبات سوال کی شکل میں محبوب کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے پیش کیے۔ اور راحتِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا تم ان کی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ سلوک کر سکتے ہو اور سلوک کی چار صورتیں بیان فرمائیں۔

حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

کہ ہم لوگ محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک شخص نے پوچھا۔ اے اللہ کے محبوب کریم ﷺ کیا والدین کی وفات کے بعد بھی کچھ ایسی صورتیں ممکن ہیں کہ میں ان سے حسنِ سلوک کرتا رہوں۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا (ہاں) چار صورتیں ہیں (1) ماں باپ کے لئے دعا و استغفار (2) ان کے

کیے ہوئے عہدوں اور (جائز) وصیتوں کو پورا کرنا (3) باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کی عزت اور خاطر داری کرنا (4) اور ان لوگوں کے ساتھ صلۂ رحمی اور حسنِ سلوک کرنا جو ماں باپ کے واسطے سے تمہارے رشتہ دار ہیں۔

دعا و استغفار

نمازوں کے بعد اور دوسرے موقعوں پر پروردگار سے رو رو کر دعا کیجیے کہ خدایا میرے ماں باپ کی مغفرت فرما۔ ان کے گناہوں کو ڈھانپ لے اور انہیں وہ کچھ دے جو تو اپنے نیک بندوں اور بندیوں کو دیتا ہے۔ خدایا جب ہم ان کی مدد شفقت اور پرورش کے محتاج تھے تو انہوں نے اپنا سب کچھ ہم پر قربان کر دیا۔ اپنا دن کا عیش اور رات کا آرام ہمارے لیے تج دیا۔ پروردگار اب وہ تیرے حضور میں ہیں اور اس سے کہیں زیادہ وہ تیری رحمت اور نظرِ کرم کے محتاج ہیں جتنے کہ بچپن کی بے بسی میں ہم ان کے محتاج تھے۔ پروردگار تو انہیں اپنی رحمت کے سائے میں لے لے اور اپنی رضا کے گھر جنّت میں ان کا ٹھکانہ بنا دے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد جب میّت کے درجات بلند ہوتے ہیں تو وہ حیرت سے پوچھتا ہے' یہ کیونکر ہوا۔ اللہ کی جانب سے اسے بتایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد تمہاری لیے دعائے مغفرت کرتی رہی (اور اللہ نے اسے قبول فرما لیا)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ ہی کا بیان ہے کہ جانِ کائنات ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ صرف تین چیزیں ایسی ہیں جو اسے مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچاتی رہتی ہیں۔ ایک صدقۂ جاریہ' دوسرے اس کا پھیلایا ہوا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں' تیسرے وہ صالح اولاد جو اس کے لیے استغفار کرے۔

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی بندہ زندگی بھر ماں باپ کا نافرمان رہا اور اس کے ماں باپ کا انتقال ہو گیا یا دونوں میں سے ایک کا انتقال ہو گیا تو اب اس کو چاہیے کہ وہ اپنے ماں باپ کے لیے استغفار کرتا رہے یہاں تک کہ اللہ رحیم و کریم اپنی رحمت سے اس کو نیک لوگوں میں لکھ دے گا۔

ہونا تو یہی چاہیے کہ آپ زندگی بھر ماں باپ کی اطاعت کرتے رہیں' ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہیں اور انہیں خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہیں لیکن آپ کی تمام کوششوں کے باوجود اگر وہ آپ سے راضی نہ رہ سکیں اور ناخوش یہ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں تو اب بھی اللہ رحیم و کریم کی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس کی تلافی ہو سکتی ہے وہ اس طرح کہ آپ ان کے لیے برابر دعائے مغفرت کرتے رہیں۔ اس دعاء و استغفار کے نتیجے میں توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی غلطی سے درگزر فرمائے اور آپ کو اپنے نیک بندوں میں شمار فرمائے۔ اللہ رحیم و کریم کے فضل و کرم سے مومن کو کبھی مایوس نہ ہونا چاہیے۔ بندے کے دل میں جب بھی توبہ کے جذبات پیدا ہوتے ہیں وہ بڑھ کر اسے قبول کر لیتا ہے۔ اور ان جذبات کو بڑھانے اور زندگی پر اثر انداز ہونے کے مواقع فراہم فرما دیتا ہے۔ لیکن اس حدیث سے یہ غلط سہارا لینا ہرگز صحیح نہیں کہ آپ کے والدین زندہ ہیں اور آپ یہ سوچتے ہوئے نافرمانی کیے جا رہے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان کے لیے دعا استغفار کر کے رحمت کو اپنی طرف متوجہ کر لیں گے۔ صحیح بات یہی ہے کہ آپ زندگی میں ان کی خدمت بجا لا کر اور ان کو خوش رکھ

کر اپنے محبوب رب کریم کو خوش کریں۔

دعائے مغفرت حسن سلوک کی ایک صورت

محبوب کریم ﷺ نے موت کے بعد والدین کے لئے اولاد کی دعائے مغفرت کو حسنِ سلوک قرار دیا ہے۔

حضرت ابو اسید بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔

استغفار الولد لابيه بعد الموت من البر۔

موت کے بعد والدین کے لیے اولاد کا دعا کرنا مغفرت کرنا ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی صورت ہے۔

احادیث میں یہ بھی ملتا ہے کہ فوت شدہ والدین کے ایصال ثواب کے لیے نفل نماز پڑھی جائے اور نفلی روزہ رکھا جائے۔

امام دار قطنی نے نقل کیا ہے کہ ایک صحابی محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا راحتِ جاں ﷺ میں اپنے والدین کے ساتھ زندگی میں ٹھیک سلوک کرتا تھا۔ اب وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اب ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی کوئی صورت ہے تو راحتِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔

ان من البر بعد الموت ان تصلي لهما مع صلاتك و تصوم من صيامك.

فوت ہونے کے بعد یہ بھی نیک سلوک ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے روزہ رکھے۔

☆ حضرت ابو انسؓ سے مروی نے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نے رحمتِ دو جہاں ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں۔ ان کا انتقال ہو گیا گیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ہاں اس کی طرف سے حج کرو۔ ذرا سوچو اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہیں؟ یوں ہی خدا کا دین ادا کرو کیونکہ وہ وفا کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

☆ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک خاتون نے محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا راحتِ دو جہاں ﷺ فریضہ حج نے میرے والد کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہیں۔ سواری پر صحیح طور نہیں بیٹھ سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ فرمایا تم ان کی طرف سے حج کر سکتی ہو۔ حضرت ابو رزین عقیلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میرے والد بہت بوڑھے ہیں۔ وہ حج یا عمرہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ سفر کر سکتے ہیں۔ اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ فرمایا۔

حج عن ابيك و اعتمر

اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ کرو۔

حسنِ سلوک کرنے والا نیک لکھا جاتا ہے

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔

جب آدمی والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو اس شخص اور والدین کی طرف سے قبول ہوتا ہے

والدین کی ارواح آسمان میں خوش ہوتی ہیں اور وہ اللہ کے ہاں نیک لکھا جاتا ہے۔

ماں باپ نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے عہد و پیمان کیے ہوں گے مختلف معاملات میں کچھ وعدے کیے ہوں گے۔ مرتے وقت کچھ وصیتیں کی ہوں گی۔ اولاد کے لیے والدین کی وفات کے بعد ان کے حسنِ سلوک کی یہ شکل باقی ہے کہ وہ ان کے کیے ہوئے وعدوں اور وصیتوں کو پورا کریں۔ ان کے کیئے ہوتے عہد و پیمان کو نبھایں اور اس طرح ان کی روح کو خوش کرنے کی کوشش کریں۔ البتہ اس بات کا خیال ضرور رکھیے کہ آپ صرف انہیں وصیتوں کو پورا کریں جو جائز ہوں اور اگر آپ ان کی ناجائز وصیتوں کو پورا کریں گے تو یہ ان کے ساتھ نیکی نہیں برائی ہوگی۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے محبوب کریم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہو چکی ہیں اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی ہے۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو اس سے ان کو کوئی فائدہ پہنچے گا؟ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں کیوں نہیں۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ ہی کا بیان ہے کہ حضرت سعد ابن عبادہ ؓ نے محبوب کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ نے نذر مانی تھی لیکن وہ نذر پوری کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئیں۔ کیا میں ان کی طرف سے یہ نذر پوری کرسکتا ہوں؟ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں۔ تم ان کی طرف سے نذر پوری کردو۔

ماں کی سہیلیوں اور باپ کے دوستوں کے ساتھ سلوک

والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ سلوک کی تیسری شکل یہ ہے کہ ماں کی سہیلیوں اور باپ کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے۔ معاشرتی معاملات میں اپنے بزرگوں کی طرح ان کا لحاظ رکھا جائے۔ ان کی رائے کا احترام کیا جائے۔ ان کی تعظیم کی جائے۔ ان کو اپنے مشوروں میں شریک رکھا جائے اور ہر موقع پر ان کے ادب و احترام کا خیال رکھتے ہوئے ان کے ساتھ نیک برتاؤ کیا جائے۔

ایک موقع پر راحتِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ حُسنِ سلوک یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست احباب کے ساتھ بھلائی کرے۔

محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلاموں کا عمل

ایک بار حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور مرض بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ بچنے کی امید نہ رہی تو حضرت یوسف ابن عبداللہ ؓ دور دراز سے سفر کر کے ان کی عیادت کے لیے گئے۔ حضرت ابولدرداء ؓ نے انہیں دیکھا تو تعجب سے پوچھا تم یہاں کیسے؟ یوسف ابن عبداللہ ؓ نے کہا۔ حضرت میں یہاں محض اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی عیادت کروں کیونکہ والد بزرگوار اور آپ کے تعلقات بڑے گہرے تھے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ ایک بار سفر میں تھے کہ مکہ کے راستے میں ایک بدو سے ملاقات ہوگئی بدو نے غور سے آپ کو دیکھا اور پوچھا کہ کیا آپ حضرت عمر ؓ کے بیٹے ہیں؟ حضرت نے جواب دیا جی ہاں میں انہی کا بیٹا ہوں اور اپنے سر سے اپنی پگڑی اتار کر اس کو دے دی اور اپنے گدھے پر عزت سے بیٹھایا۔ حضرت ابن دینار کہتے ہیں کہ ہم سب ساتھی حیرت سے یہ سب دیکھتے رہے اور بعد میں پوچھا حضرت یہ تو بدو لوگ ہیں آپ دو

درہم دے دیتے تو وہ بھی ان کے خوش کرنے کے لیے کافی تھے اور محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ کی دوستی کو نبھاؤ سے ختم نہ ہونے دو ورنہ خدا رحیم و کریم تمہارا نور بجھا دے گا۔

☆ حضرت ابو بردہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ آیا تو میرے پاس حضرت عبداللہ ابن عمرؓ تشریف لائے اور کہنے لگے ابو بردہؓ تمہیں معلوم ہے میں تمہارے پاس کیوں آیا؟ ابو بردہؓ نے کہا مجھے تو نہیں معلوم۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا میں نے محبوب کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص قبر میں اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ باپ کے مرنے کے بعد باپ کے دوست احباب کے ساتھ نیک سلوک کرے اور پھر فرمایا بھائی میرے والد عمرؓ اور آپ کے والد میں بھائی چارہ اور دوستی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اس دوستی کو نبھاؤں اور اس کے حقوق ادا کروں۔

☆ وفاتِ والدین کے بعد سلوک کی چوتھی شکل یہ ہے کہ ان رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے۔ جو ماں باپ کے واسطے سے رشتہ دار قرار پاتے ہیں۔ ننھیاں کے رشتہ دار جیسے خالہ، ماموں، نانی، نانا وغیرہ اور ددھیال کے رشتہ دار جیسے چچا، پھوپھی، تایا، دادا، دادی وغیرہ۔ ان رشتہ داروں سے بے نیازی اور بے پروائی اصل والدین سے بے نیازی ہے اور ایک مومن اپنے ماں باپ کے ساتھ بے نیازی کا سلوک کبھی نہیں کر سکتا۔ محبوب کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے آباء و اجداد سے بے نیازی ہرگز نہ برتو۔ ماں باپ سے بے پروائی کرنا اللہ رحیم و کریم کی ناشکری ہے۔

قبورِ والدین کی زیارت

اسلام نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ والدین کے فوت ہو جانے کے بعد اولاد ان کی قبور کی زیارت کیا کرے یعنی وہاں بھی اپنی حاضری جاری رکھے اور تلاوت قرآن کے ذریعے ان کو ایصال ثواب کرتی رہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ زیارت کے لئے حاضر ہوا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور اسے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے گا۔ (نوادر الاصول حکیم ترمذی)

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص بروز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس سورۃ یٰسین تلاوت کرے اسے بخش دیا جائے گا۔''

☆ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتی ہیں کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا:

''جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی قبر کی زیارت کر کے وہاں سورۃ یٰسین پڑھے۔ یٰسین میں جتنے حروف ہیں ان کی تعداد کے برابر نیکیاں عطا فرماتا ہے اور اللہ رحیم و کریم اس کی بخشش فرما دیتا ہے۔''

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

☆ ''جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے اور جو بکثرت ان کی زیارت قبر کیا کرتا ہو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں۔''

ایصال ثواب

ایصال ثواب کا معنی ہے کہ اپنی عبادت اور نیکی کا ثواب جو اسے اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں کسی دوسرے کو دے دینا۔ جیسے کسی دنیاوی چیز کا کسی کو ہبہ کر دینا۔ اسی طرح نوافل، حج، روزہ، صدقہ، خیرات، تلاوت قرآن کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنا کہ اے مولا میری اس نیکی کا ثواب میرے فلاں عزیز یا بزرگ کے نامہ اعمال مین لکھ دے۔ اس کا جواز قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ ایصال ثواب کرنے والے کو بھی اپنی نیکی کا الگ اجر ملتا ہے۔ جیسے روزہ دار کا روزہ افطار کرانے والے کو اور روزہ رکھنے والے کو الگ الگ ثواب ملتا ہے۔ اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔ مغفرت کی دعا کرنا بھی ایصال ثواب میں شامل ہے۔ جیسے

حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی:

رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا و للمومنین والمومنات

اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں داخل ہو اور سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

عام مومنوں کی دعا:

والذین جائو من بعدھم یقولون ربنا الغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

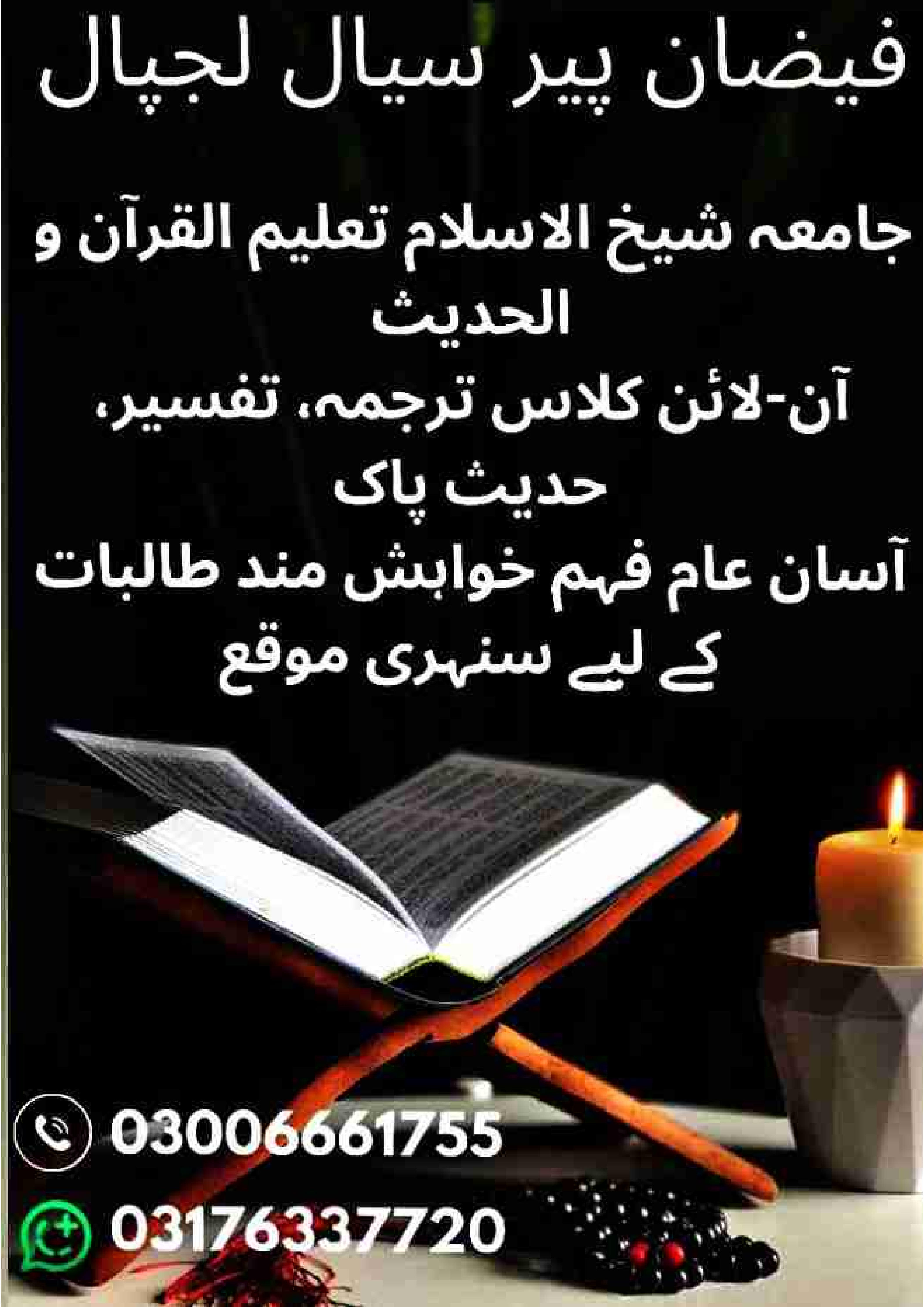
اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمین بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے فوت شدہ مومن بھائیوں کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دوسروں (زندوں) کی دعا کا نفع مرنے والوں کو پہنچتا ہے اور بعض مرنے والوں سے زندوں کو نفع پہنچتا ہے۔ جیسے چھوٹے بچوں کے جنازہ میں اللہ تعالیٰ سے ان کی شفاعت طلب کی جاتی ہے۔

☆ قبر پر بیٹھ کر تلاوت قرآن کو ناجائز کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ مسئلہ تو محبوب دو جہاں ﷺ نے دو قبروں پر کھجور کی تر شاخیں رکھ کر حل فرما دیا کہ جب تر شاخوں کے ذکر کا میت کو فائدہ ملتا ہے تو کیا ایک انسان جو اشرف المخلوقات بھی ہے اس کے ذکر اور تلاوت کلام پاک کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔

☆ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قبرستان جا کر سورۃ یٰسین پڑھی اور گیارہ بارہ سورۃ اخلاص پڑھ کر مرنے والوں کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ ان سے عذاب اٹھالیتا ہے۔

اللہ کریم بطفیل محبوب کریم ﷺ ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے۔ والدہ ماجدہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدہ المرسلین طه و یٰسین ﷺ

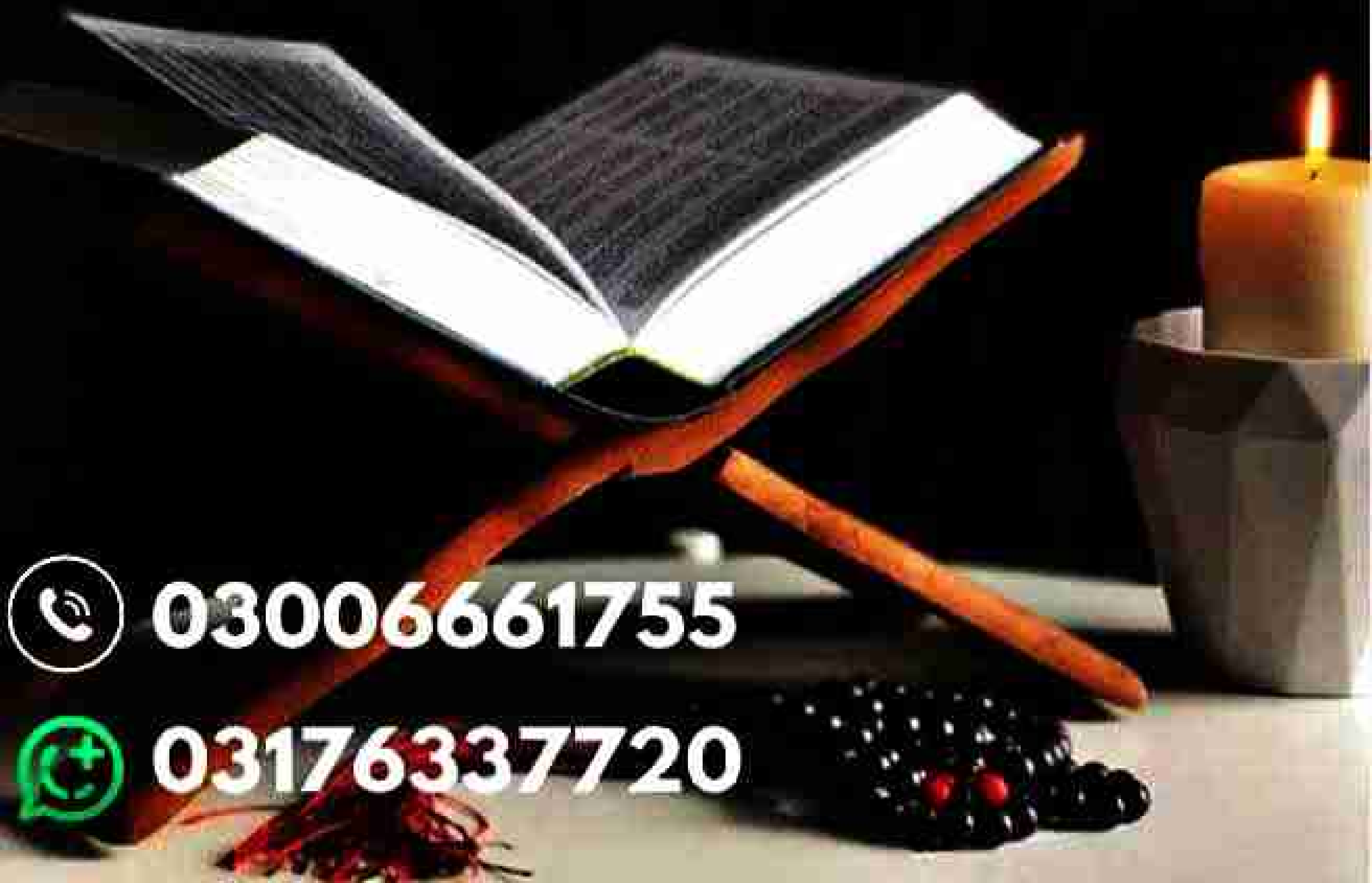

فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طالبات کے لیے سنہری موقع
03006661755
03176337720

فیضان پیر سیال لجپال

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث

آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک

آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے سنہری موقع



انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا　　ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی (ایم اے اسلامیات)

کی عالمانہ ' عارفانہ ' عاشقانہ ' چند تحریریں

وسیلہ محبوب ﷺ	گریہ محبوب ﷺ
بزم محبوب ﷺ	عشق خیرالوری ﷺ
اطاعت محبوب ﷺ	جنت کے مالک
شان غوث اعظم رضی اللہ عنہ	راحت دو جہاں ﷺ
لفظ ولی کا معنی و مفہوم	قلب سلیم
عقیدت کے پھول	آئینہ جمال کبریاء ﷺ
بنا کے مصور نے توڑا قلم	محبت اور علامات محبت
آداب محبت	صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد
اسلاف کا جذبہ ایثار	اسلاف کا عشق
اسلاف کا اخلاق	اسلاف کا شوق علم
حقیقت عظمت	حقیقت عشق